14

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

13تا19رمضان المبارک1444ھ/ 4تا10اپریل2023ء

دنیادار گمراہ لیڈروں کا انجام

''اور موسیٰ ؑ کو ہم نے اپنی نشانیوں اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کی طرف بھیجا۔مگر انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا حکم راستی پر نہ تھا۔قیامت کے روز وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا اور اپنی پیشوائی میں انہیں دوزخ کی طرف لے جائے گا۔کیسی بدتر جائے وُرود ہے یہ جس پر کوئی پہنچے!''(ہود:96تا98)

ان آیات سے اور قرآن مجید کی بعض دوسری تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ جولوگ دنیا میں کسی قوم یا جماعت کے رہنما ہوتے ہیں وہی قیامت کے روز بھی اس کے رہنما ہوں گے۔اگر وہ دنیا میں نیکی اور سچائی اور حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں تو جن لوگوں نے یہاں ان کی پیروی کی ہے وہ قیامت کے روز بھی انہیں کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے اور ان کی پیشوائی میں جنت کی طرف جائیں گے۔اور اگر وہ دنیا میں کسی ضلالت، کسی بداخلاقی یا کسی ایسی راہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں جو دین حق کی راہ نہیں ہے،تو جولوگ یہاں ان کے پیچھے چل رہے ہیں وہ وہاں بھی ان کے پیچھے ہوں گے اور انہی کی سرکردگی میں جہنم کا رُخ کریں گے۔اسی مضمون کی ترجمانی نبی ﷺ کے اس ارشاد میں پائی جاتی ہے"قیامت کے روز جاہلیت کی شاعری کا جھنڈا امرؤالقیس کے ہاتھ میں ہوگا اور عرب جاہلیت کے تمام شعراء اسی کی پیشوائی میں دوزخ کی راہ لیں گے"۔اب یہ منظر ہر شخص کا اپنا تخیل اس کی آنکھوں کے سامنے کھینچ سکتا ہے کہ یہ دونوں قسم کے جلوس کس شان سے اپنی مقصود کی طرف جائیں گے ظاہر ہے کہ جن لیڈروں نے دنیا میں لوگوں کو گمراہ کیا اور خلاف حق راہوں پر چلایا ہے اُس کے پیرو جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ یہ ظالم ہم کو کس خوفناک انجام کی طرف کھینچ لائے ہیں،تو وہ اپنی ساری مصیبتوں کا ذمہ دار انہی کو سمجھیں گے اور اُن کا جلوس اس شان سے دوزخ کی راہ پر رواں ہوگا کہ آگے آگے وہ ہوں گے اور پیچھے پیچھے ان کے پیروؤں کا ہجوم ان کو گالیاں دیتا ہوا اور ان پر لعنتوں کی بوچھاڑ کرتا ہوا جارہا ہوگا۔بخلاف اس کے جن لوگوں کی رہنمائی نے لوگوں کو جنت نعیم کا مستحق بنایا ہوگا ان کے پیرو اپنا یہ انجام خیر دیکھ کر اپنے لیڈروں کو دعائیں دیتے ہوئے اور ان پر مدح وتحسین کے پھول برساتے ہوئے چلیں گے۔

تفہیم القرآن،سورۃ ھود،آیات:96تا98

اس شمارے میں

......اور بینچ ٹوٹ گیا

امیر سے ملاقات (13)

سعودیہ ایران تعلقات بحالی......

روزہ فرض کرنے کا مقصد

رب کو راضی کیجئے!

قرآن،زبان اور رمضان

شیاطین کی ناکہ بندی

الھدیٰ 1030 ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الشُّعَرَاء — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات :212، 213

اِنَّہُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ﴿۲۱۲﴾ؕ فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُعَذَّبِیۡنَ ﴿۲۱۳﴾

آیت:۲۱۲ ﴿اِنَّہُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ﴿۲۱۲﴾﴾ ’’وہ تو (وحی الٰہی کے) سننے سے بھی معزول کیے جا چکے ہیں۔‘‘

یہ بہت اہم مضمون ہے جو یہاں پہلی دفعہ آیا ہے‘ لیکن آئندہ سورتوں میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر آئے گا۔ اس موضوع پر قرآن مجید سے ہمیں جو معلومات ملتی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتے نُوری مخلوق ہیں اور جن آگ سے بنائے گئے ہیں: ﴿وَخَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍ ﴿۱۵﴾﴾ (الرحمٰن) ’’اور پیدا کیا اس نے جنات کو آگ کی لپٹ سے‘‘۔ چونکہ فرشتوں کی طرح جنات کا مادۂ تخلیق بھی بہت لطیف ہے اس وجہ سے ان کے لیے فرشتوں کا قرب حاصل کر لینا اور ان سے کچھ معلومات حاصل کر لینا ممکن ہے۔ چنانچہ عام طور پر شیاطین جن کسی نہ کسی حد تک فرشتوں سے عالم بالا کی خبریں معلوم کرنے میں کامیاب ہو جاتے تھے‘ لیکن جب بھی کسی رسول کی بعثت ہوتی تو عالم بالا میں خصوصی پہرے بٹھا دیے جاتے تاکہ فرشتوں کے ذریعے وحی کی ترسیل کو محفوظ بنایا جا سکے۔ اسی اصول کے تحت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد عالم بالا کی خاص حدود سے آگے جنوں کا داخلہ مستقل طور پر بند کر دیا گیا اور وہاں سے وہ کسی قسم کی سُن گُن لینے کے اہل نہیں رہے۔ یہی وہ کیفیت اور صورتِ حال ہے جس کا ذکر آیت زیر مطالعہ میں کیا گیا ہے کہ وہ تو اب سننے سے بھی معزول کر دیے گئے ہیں اور عالم بالا سے ان کے سُن گُن لینے کا بھی کوئی امکان نہیں رہا۔ سورۃ الجن میں یہ مضمون قدرے زیادہ وضاحت سے آئے گا۔

آیت:۲۱۳ ﴿فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُعَذَّبِیۡنَ ﴿۲۱۳﴾﴾ ’’تو مت پکارنا اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو‘ ورنہ تم عذاب پانے والوں میں سے ہو کر رہو گے۔‘‘

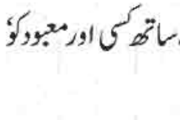

جھوٹے آدمی کا روزہ

درسِ حدیث

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ لَّمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلَ بِہٖ فَلَیۡسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیۡۤ اَنۡ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ)) (رواہ البخاری وابوداوٗد، والترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔‘‘

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور بینچ ٹوٹ گیا......

پاکستان کی کشتی اس وقت ایک بھنور میں پھنسی ہوئی ہے اور اُس کے ملاح اپنے چپو اس کشتی کو ساحل پر لانے کے لیے استعمال کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر حملے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ گھمسان کا رن پڑا ہے ایک طرف ایک شخص کھڑا ہے اور ٹلنے کا نام نہیں لے رہا اور دوسری طرف نہ صرف پاکستان میں موجود تمام زمینی قوتیں مکمل اتحاد کے ساتھ اُس شخص کے خلاف صف آرا ہیں بلکہ اُنہیں بیرونی قوتوں کی حمایت بھی حاصل ہے۔ ریاستی قوتوں میں سے اُسے عدلیہ کا ایک چھوٹا اور مختصر حصہ تحفظ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ آئین اُس کی پشت پر ہے لیکن مخالفین نہ صرف آئین کو موت کے گھاٹ اُتارنے پر تلے ہوئے ہیں بلکہ ریاستی قوت سے قانون کا غلط استعمال اندھا دھند کر رہے ہیں۔ آئین اور قانون کو مختلف حربوں سے پامال کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ عدالتی فیصلوں پر عملدرآمد کرنے کی بجائے تاویلات پیش کی جا رہی ہیں اور عذرات تراشے جا رہے ہیں۔ کبھی عوامی جلسوں میں ججز کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے، کبھی عدالتی فیصلے کی الیکشن کمیشن کے ذریعے نفی کروا دی جاتی ہے۔ کبھی کسی بینچ پر ہتھوڑا برسایا جاتا ہے اور بینچ ٹوٹ جاتا ہے۔ بیرونی دشمن قوتیں بھی برسرِ پیکار ہیں۔ خاص طور پر امریکہ جنگ کی اس بھٹی میں خشک لکڑیاں ڈال رہا ہے اور دونوں فریقوں کو ہلا شیری دے کر جنگ کے شعلے بھڑکا رہا ہے۔ جس سے قانون کی بالا دستی اور انسانی حقوق اس آگ میں جل کر خاکستر ہو رہے ہیں۔ داستان کچھ یوں ہے کہ ایک سال پہلے وقت کی حکومت ایک عالمی قوت کی مدد سے گرا دی گئی۔ ظاہراً اس کے لیے قانونی اور آئینی راستہ اختیار کیا گیا لیکن اس میں کرپٹ ذرائع اختیار کیے گئے اور خاکی قوت نے برہنہ اور کھلم کھلا ساتھ دیا، جس سے بیچاری جمہوریت پر کاری ضرب لگی۔ بہرحال یہ تو ایک سال پرانی داستان ہے اور کئی مرتبہ دہرائی جا چکی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا کہ کسی شخص کے اقتدار سے نکالے جانے پر مٹھائیاں تقسیم نہ ہوئیں بلکہ عوام کی عظیم اکثریت نے اُسے سر آنکھوں پر بٹھا لیا۔ پھر ہوا یوں کہ بھاری بوٹوں کی مدد سے آنے والی حکومت جس طرح زندگی کے ہر شعبہ میں ناکام ہوئی، ماضی میں پاکستان میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ مہنگائی آسمانوں پر پہنچی ہوئی ہے اور آدم خور بن چکی ہے۔ انسانی حقوق اس بُری طرح تلف ہو رہے ہیں کہ شاید کسی فوجی حکومت کے دور میں بھی ایسا نہ ہوا ہو۔ حکومت خود اپنے ہی ایک ادارے عدلیہ کے خلاف مہم چلا رہی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی حالت تشویش ناک ہے۔ چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پاؤں تلے روند کر لوگوں کو ان کے گھروں سے غائب کیا جا رہا ہے۔ سیاسی مخالفین پر زندگی اجیرن کر دی گئی ہے گویا ریاست اس وقت سوتیلی ماں کی شکل میں بدترین رول ادا کر رہی ہے۔ لیکن ان تمام منفی حربوں نے اُس اکیلے شخص کو مزید مضبوط اور توانا کر دیا ہے۔ آئین اور قانون کی خلاف ورزی کا یہ

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

13 تا 19 رمضان 1444ھ جلد 32
4 تا 10 اپریل 2023ء شمارہ 14

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

عالم ہے کہ صوبہ پنجاب اور خیبر پختونخوا میں اُس شخص کی جماعت حکمران تھی، اُس کے خلاف مہم بازی شروع ہوگئی۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو قانون کے انتہائی غلط استعمال سے نکال باہر کیا گیا جسے عدالت نے بحال کر دیا۔ دنیا بھر کے جمہوری ممالک میں جب کوئی کرائسیز پیدا ہوتا ہے تو انتخابات کروا کر نیا مینڈیٹ حاصل کر لیا جاتا ہے۔ فریش مینڈیٹ فریش خون کی طرح کام کرتا ہے اور زندگی کی گاڑی رواں دواں ہو جاتی ہے، لیکن ہمارا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ پنجاب اور خیبر پختونخوا کے وزراء اعلیٰ نے اپنی اپنی اسمبلی تحلیل کر دی، یہ ان کا آئینی حق تھا۔ تحلیل شدہ اسمبلی کے 90 روز کی مدت میں انتخابات کروانا آئین پاکستان کا واضح مطالبہ ہے۔ معاملہ عدالت میں گیا تو عدالت نے فیصلہ کیا کہ پنجاب اسمبلی کے انتخابات کی تاریخ الیکشن کمیشن صدر کے مشورہ سے دے اور KPK کا گورنر وہاں انتخابات کی تاریخ دے۔ اب مختلف عذر ہائے لنگ تراشے گئے۔ مثلاً سکیورٹی خدشات ہیں اور الیکشن کروانے کے لیے رقم نہیں جبکہ غیر جانبدار ذرائع یہ خبر دے رہے ہیں کہ 1990ء سے لے کر آج تک جتنے انتخابات ہوئے ہیں، اُن کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جتنے سکیورٹی خدشات آج ہیں گزشتہ تین دہائیوں میں اس سے کہیں زیادہ تھے۔ رہ گئی بات پیسوں کی تو کسی نے خوب کہا ہے کہ جتنے پیسے الیکشن روکنے کے لیے لگائے گئے ہیں اتنے پیسوں سے الیکشن ہو جانے تھے۔

اصل تشویش ناک بات یہ ہے کہ حکومت اور حکومت کی پشت پر موجود قوتوں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ ایک آدمی کو اوّل تو کسی صورت برسر اقتدار آنے نہیں دینا اور اگر وہ عوامی قوت سے ان تمام قوتوں کو شکست دے کر مسند اقتدار پر براجمان ہو جاتا ہے تو اسے کسی صورت دو تہائی اکثریت حاصل نہیں کرنے دینی۔ تاکہ ایک بار پھر اقتدار میں آنے کے باوجود اُس کے ہاتھ پاؤں بندھ جائیں اور وہ بُری طرح ناکام ہو جائے اور اس فرسودہ نظام کو زمین بوس کرنے میں وہ کامیاب نہ ہو سکے کچھ قوتیں جو اس نظام سے مستفید ہو رہی ہیں وہ اس نظام کے لیے نہ صرف ڈٹ کر کھڑی ہیں بلکہ مرنے مارنے پر تلی ہوئی ہیں۔ دوسری طرف یہ شخص بھی خطاؤں سے پاک اور دودھ کا دھلا تو نہیں البتہ یہ بات اپنی جگہ پر حقیقت ہے کہ اس وقت وہ آئین میں دیئے گئے عوام کے حق رائے دہی کا علمبردار بن چکا ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ چنانچہ حکومت اُس کی غلط کاریوں کے خلاف بھرپور قانونی کارروائیاں تو کرے، لیکن اس آڑ میں عوام کو حق رائے دہی سے محروم نہ کرے۔

اس حقیقت کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اس صورتِ حال میں سب گتھم گتھا ہیں اور ایک شخص کو اقتدار میں آنے سے روکتے روکتے جمہوریت کا بستر گول ہو گیا اور آئین لپیٹ دیا گیا تو ایسا نیا آئین بنانا جو اسلامی بھی ہو اور تمام صوبائی اکائیاں اُس پر رضامند بھی ہو جائیں ممکن نظر نہیں آتا۔ ہمیں دونوں طرف انا کا مسئلہ نظر آتا ہے۔ عمران خان یہ ضد چھوڑ دیں کہ یہ چور ہیں۔ لہٰذا میں ان کے ساتھ نہیں بیٹھوں گا اور دوسرا یہ کہ صرف انتخابات کی تاریخ کی بات ہوگی۔ ہماری رائے میں عمران خان مذاکرات کے لیے سب کے ساتھ بیٹھے اگر کوئی چور ہے تو برسر اقتدار آ کر اُس سے حساب لے اور قرار واقعی سزا دے۔ دوسرا یہ کہ انتخابات کی تاریخ شرط اوّل ہوگی لیکن دوسرے نکات پر بھی بات کرے۔ اُس کے لیے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کہہ دے کہ اگر انتخابات کی تاریخ طے نہ ہوئی تو باقی معاملات پر بھی عملدرآمد نہیں ہوگا۔

دوسری طرف پی ڈی ایم حکومت یہ بات سمجھے کہ سیاست دان اگر انتخابات سے فرار اختیار کرے تو اُس کی سیاست دفن ہو جاتی ہے۔ حکومت کو آنے والے انتخابات کو آخری انتخابات نہیں سمجھنا چاہیے اُنہیں میدان میں موجود رہنا چاہیے کوئی شخص یا کوئی جماعت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاپولر نہیں ہوتی۔ آج عوام ایک لیڈر کے ساتھ ہیں تو کل دوسرے کے ساتھ ہو سکتے ہیں۔ بہتری کی کوشش ترک کر دینا کسی دانش مند انسان کا کام نہیں۔ قومی مفاد کو ترجیح دینا چاہیے۔ لمحہ کی غلطی صدیوں پر بات ڈال دیتی ہے اور یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ اندر کی لڑائی باہر کی دشمن قوتوں کو مداخلت کا موقع فراہم کرتی ہیں اور پاکستان تو طاغوتی قوتوں کو خاص طور پر کھٹکتا ہے۔

تین ایسی خصوصی وجوہات جن کی بنا پر دشمن حالات سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی ٹھان لے گا۔ اولاً یہ کہ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ پاکستان واحد اسلامی ایٹمی قوت ہے۔ ثالثاً اس لیے کہ پاکستان کے پاس منظم پیشہ ور مضبوط فوج ہے۔

یاد رہے ہماری ایٹمی قوت پوری امت مسلمہ کا انتہائی قیمتی اثاثہ ہے۔ اسے اگر خدانخواستہ نقصان پہنچ گیا تو یہ پاکستان کی ہی نہیں ملت اسلامیہ کی تباہی کا باعث بنے گا۔ لہٰذا اہل پاکستان سے اپیل ہے کہ وہ آئین اور قانون کی بالادستی قائم کر کے اور جمہوری روایات کا پابند ہو کر پاکستان کے مسائل عارضی اور ہنگامی طور پر حل کریں اور جس کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا اُس میں محمد رسول ﷺ کا اضافہ کر کے اسے مستحکم بنیادوں پر مضبوط کرے تاکہ اللہ کی مدد سے یہ ملک ایک ناقابل تسخیر اسلامی ریاست بن جائے۔

نظام بدلنے کے لیے عوام کے ذہنوں اور دلوں کو بدلنا اور ایمان کی آبیاری یقیناً ضروری ہے۔

مسلمان جماعتی زندگی کے بغیر اپنے دینی فرائض کو کلیتاً یا مکمل طور پر ادا نہیں کر سکتے اور اگر دینی فرائض ادا نہیں ہوئے تو کل نجات کا معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔

اگر باطل نظام اور برائی کو دیکھ کر ہمارا خون نہیں کھولتا، ہمارے چہرے کا رنگ تبدیل نہیں ہوتا تو ہمیں اپنی دینداری کے بارے میں غور کرنا چاہیے۔

آج اگر ہمارے سامنے مہنگائی کا طوفان اور دیوہیکل جن کھڑا ہے تو یہ سود کی وجہ سے ہی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: کچھ ایسی گائیڈ لائن دیجیے کہ ہمارا رمضان پچھلے تمام رمضانوں سے بہتر گزرے؟

امیر تنظیم اسلامی: نبی اکرم ﷺ خود بھی رمضان سے پہلے اس کی تیاری فرماتے تھے اور صحابہ کرام ؓ کو بھی اس کی تیاری کا حکم دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے دعائیں بھی فرمائی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ)) ''اے اللہ ہمارے لیے رجب، شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا دے۔''

ہماری زندگی میں بہت سارے ایونٹس آتے ہیں جن کی ہم پہلے سے پلاننگ کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض مرتبہ seasons آتے ہیں جیسے بچوں کے امتحانات کا سیزن، کاروبار کا سیزن وغیرہ۔ سیزن کی تیاری پہلے کی جاتی ہے، اس میں آرام کم ہوتا ہے اور محنت زیادہ ہوتی ہے تبھی کمائی زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح رمضان ہمارے لیے سیزن ہے جس میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، مغفرت کے اعلان ہو رہے ہوتے ہیں، نیکی کی طرف پکارا جا رہا ہوتا ہے، شر سے بچنے کی ترغیب دلائی جا رہی ہوتی ہے۔ اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے، نفل فرض کے برابر، فرض 70 فرضوں کے برابر ہو جاتا ہے۔ یہ رمضان کے فضائل ہیں اور یہ بڑا موقع ہے۔ لہٰذا رمضان ایسے گزارنا چاہیے کہ شاید یہ ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو، اس کے بعد شاید اتنے فضائل کا موقع نہ ملے۔ رسول اللہ ﷺ کی معروف حدیث ہے:

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منبر کے قریب ہو جاؤ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منبر سے قریب ہو گئے۔ جب حضور صلی ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب دوسری پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ جب تیسری پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اُترے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: (یا رسول اللہ!) ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سُنی جو پہلے کبھی نہیں سُنی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلی سیڑھی پر

مرتب: محمد رفیق چودھری

میں نے قدم رکھا تو) اُنہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مبارک مہینہ پایا، پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا: آمین۔ پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا: آمین۔ جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پائے اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ میں نے کہا: آمین۔ (مستدرک حاکم)

یعنی اس سے بڑی تباہی و بربادی کیا ہوگی کہ ایک مسلمان کو رمضان کا مہینہ مل جائے اور وہ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی بخشش نہ کرا سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ نے دن میں روزہ دیا ہے اور رات میں قیام کی فضیلت بتائی۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو اللہ تعالیٰ نے 1980ء میں متوجہ کیا کہ نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن کو متعارف کرایا۔ کیونکہ لوگ تراویح ادا کرتے ہیں، قرآن سنتے ہیں لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن اللہ کا کیا پیغام دے رہا ہے؟ اللہ کے فضل سے ڈاکٹر صاحبؒ نے لاہور سے دورہ ترجمہ قرآن مع تراویح کا سلسلہ شروع کیا جس میں 29 راتوں میں ایک طرح سے تین مرتبہ قرآن حکیم کی تکمیل ہوتی ہے۔ یعنی

1۔ تراویح میں حافظ قرآن سناتا ہے۔
2۔ مدرس ہر آیت کی تلاوت کرے گا۔
3۔ مدرس ہر آیت کا ترجمہ پیش کرے گا۔

اس وقت ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہیں جو نہ صرف دورۂ ترجمہ قرآن سے استفادہ کرتے ہیں بلکہ بہت سے لوگوں کی زندگیاں بھی بدلی ہیں۔

صحابہ کرام ؓ کی تراویح پوری پوری رات کی بھی ہوتی تھیں۔ بہر حال اس رمضان میں لوگوں کو چاہیے کہ وہ قرآن کی تلاوت بھی کریں اور جہاں جہاں دورۂ ترجمہ قرآن کی محافل ہو رہی ہیں وہاں جا کر سنیں بھی تا کہ ان کا یہ رمضان قرآن کے ساتھ گزرے۔ کیونکہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ اس میں قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنے کا موقع بھی ہے۔ رمضان صرف بھوک پیاس کا نام نہیں اور نہ ہی یہ entertainment کا مہینہ ہے۔ کافی لوگ رمضان میں بھوک پیاس چھوڑ دیتے ہیں اور فارغ وقت فلمیں وغیرہ دیکھتے ہیں، یہ رویہ درست نہیں ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا تھا کہ صرف بھوکا اور پیاسا رہنا ہی عبادت ہوتا تو سارے فقیر اور محتاج سب سے بڑے عبادت گزار ہوتے۔ روزہ آنکھ، کان، زبان اور پورے وجود کا ہوتا ہے۔ اگر ہم نے روزہ میں حلال (کھانا پینا، زوجین کا تعلق) چھوڑ دیا تو اول درجہ تو یہ ہے کہ بندہ حرام کو چھوڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کتنے روزے دار ایسے ہیں کہ جنہیں سوائے پیاس کے اُن کے روزہ سے کچھ نہیں ملتا، اور کتنے ہی قیام

کرنے والوں کو ماسوا بے خوابی کے ان کے قیام سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔'' (رواہ الدارمی)

پھر قرآن حکیم میں روزے کا مقصد بیان کیا گیا ہے: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرہ) '' تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوجائے۔''

اپنے آپ کو گناہوں اور حرام سے بچانے کا نام تقویٰ ہے۔ روزہ حلال چھڑوا کر اس کی مشق کروا رہا ہے۔ اگر بندہ حلال چھوڑ رہا ہے اور حرام کو نہیں چھوڑ رہا تو قانونی طور پر اُس کو شمار تو کیا جائے گا لیکن حقیقت کے اعتبار سے، مقصود اور مطلوب کے اعتبار سے یہ روزہ، روزہ نہیں ہے بلکہ یہ صرف بھوک اور پیاس ہے۔ پھر یہ بڑی اذیت ناک بات ہے کہ میڈیا کے اوپر موویز دیکھ کر وقت پاس کیا جا رہا ہے۔ اللہ اکبر کبیرا! حالانکہ یہ نیکیوں کا سیزن ہے۔ کمائی کا موقع ہے۔ یہ جہنم سے آزادی اور جنت الفردوس حاصل کرنے کا سیزن ہے۔ کھانا پینا اور سونا تو سارا سال چلتا ہے۔ رمضان میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانا پینا اور سونا چھوڑنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری روح بیدار ہو اور اس کی غذا قرآن اس کو میسر کیا جائے تاکہ ہم پورے سال کے لیے تقویٰ اختیار کرنے والوں میں شامل ہوسکیں۔ یہ بہت بڑی بیوقوفی اور ناشکری ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنا بڑا موقع عطا کر رہا ہے اور بندہ اپنے اوقات کی حفاظت نہ کر رہا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو دیکھا جائے تو رمضان میں نزول قرآن کا آغاز ہوا، بدر کا میدان سجا، مکہ فتح ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ آخری عشرے میں اعتکاف کا بھی اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ سیرت نبوی ﷺ میں رمضان میں تحرک، جدوجہد، محنت اور بھاگ دوڑ نظر آتی ہے۔ ہمیں سیرت نبوی ﷺ اور دور صحابہؓ کو سامنے رکھ کر رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

سوال: قرآن کی رو سے مال اور اولاد فتنہ ہیں تو ہم اللہ سے مال اور اولاد کے حصول کی دعائیں کیوں کرتے ہیں اور فتنوں سے بچنے کی دعا بھی کرتے ہیں کیا یہ تضاد نہیں؟

(حافظ طیب صاحب)

امیر تنظیم اسلامی: ہم لفظ فتنہ کو سمجھ جائیں تو مسئلہ حل ہوجائے گا۔ عربی میں فتنہ امتحان اور آزمائش کی کیفیت کو کہتے ہیں۔ گو کہ فتنہ کا لفظ دوسرے مفاہیم میں بھی آتا ہے لیکن سوال کرنے والے بھائی کے ذہن میں سورۃ التغابن کی آیت 15 ہوگی جس میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے امتحان ہیں۔'' اللہ نے مال دیا ہے تو آزمائش ہوگی۔ کہاں سے کمایا، کہاں خرچ کیا؟ یعنی حلال کمائیں اور جائز پر خرچ کریں تو اجروثواب کا باعث ہے۔ حدیث میں آیا کہ تم مال اس لیے کماؤ تاکہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین لقمہ وہ ہے جو بندہ اپنے ہاتھ سے کماتا ہے اور اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہے۔ والدین کو کھلانا، بیوی بچوں کو کھلانا انسان کی ذمہ داری بھی ہے مگر اس کا بھی اس کو ثواب ملے گا۔ لیکن اگر یہی مال حرام سے کمایا تو بجائے ثواب کے عذاب ملے گا۔ حرام میں خرچ کریں تو کل کی جوابدہی مشکل ہوجائے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ انسان کون سا رویہ اختیار کرتا ہے۔ اس کے سامنے دونوں راستے موجود ہیں۔ اسی طرح اولاد کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو دعائیں سکھاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا تھا کہ صرف بھوکا اور پیاسا رہنا ہی عبادت ہوتا تو سارے فقیر اور محتاج سب سے بڑے عبادت گزار ہوتے۔ لہٰذا روزہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ بندہ گناہ کو چھوڑے۔

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ (الفرقان: 74) ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔''

پھر پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ سے اولاد مانگی۔

﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (الصّٰفّٰت) ''(آپؑ نے دعا کی:) پروردگار! مجھے ایک صالح بیٹا عطا فرما۔''

ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً﴾ (آل عمران: 38) ''اے میرے ربّ! تو مجھے بھی اپنی جناب سے کوئی پاکیزہ اولاد عطا فرمادے۔''

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ہے۔ ہمارے ہاں ایک عام ٹرینڈ ہے کہ حضرت! اولاد نرینہ کی دعا کردیں۔ کیوں؟ کیا بیٹی اللہ کی رحمت نہیں ہوا کرتی؟ آپ صالح اور پاکیزہ اولاد مانگیں۔ پھر اولاد کی پرورش کریں، اس کی حاجات جائز طریقے پر پورا کریں گے تو ثواب ملے گا، اولاد اچھی تربیت کر کے اسے اللہ کی بندگی کرنے والا بنائیں گے تو یہی ہمارے لیے صدقہ جاریہ ہوجائے گی۔ بڑی پیاری دعا ہے:

﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل) ''اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔''

ماں باپ زندہ ہیں اولاد دعا کرے تب بھی ماں باپ کو رحمت کی ضرورت، ماں باپ کا انتقال ہوجائے تب بھی اللہ کی رحمت کی ضرورت ہے۔ بہرحال مال اور اولاد اس دنیا کے امتحانوں میں سے دو بڑے امتحان ہیں۔ ایک بندہ حلال طریقے پر کما رہا ہے اور حرام سے بچ رہا ہے، اولاد کو اللہ کا بندہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ اس امتحان میں کامیاب ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ! بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ اصل نعمت ہدایت ہے۔ اگر مال ہے، ہدایت نہیں ہے تو پھر یہی مال انسان کو قارون، ابوجہل، ابولہب بناتا ہے، اقتدار ہے مگر ہدایت نہیں ہے تو یہ اقتدار انسان کو فرعون اور نمرود بناتا ہے۔ اسی طرح اولاد ہے مگر ہدایت نہیں ہے تو امتحان میں ناکامی ہے۔

سوال: کیا بینک سے ملنے والا سود یا اضافی رقم بغیر ثواب کی نیت کے کسی کو دے دینا درست ہے؟

(محمد خورشید صاحب، اسلام آباد)

امیر تنظیم اسلامی: عام طور پر ہم فقہی مسائل بیان نہیں کرتے ہیں نہ ہمارا یہ ڈومین ہے۔ لیکن بعض سوالات مستقل ہمارے سامنے آتے ہیں تو ظاہری بات ہے پھر ہمیں بھی تو راہنمائی کہیں سے لینی ہوگی۔ قرآن کہتا ہے: ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل)

''تو تم لوگ اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم خود نہیں جانتے ہو۔''

چونکہ اس حوالے سے فتاویٰ نگاہوں سے گزرے ہیں اس لیے اس سوال کا جواب تلاش کرنے میں میرے لیے آسانی ہوگی۔ پہلی بات یہ ہے کہ سیونگ اکاؤنٹ کھولنا ہی نہیں چاہیے بلکہ کرنٹ اکاؤنٹ کھولنا چاہیے۔ سیونگ اکاؤنٹ پر ملنے والا اضافہ منافع نہیں ہوتا بلکہ وہ سود ہے جو کہ حرام ہے اور جو اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کے

مترادف ہے۔

لہٰذا بہتر اور افضل تو یہ ہے کہ اس سیونگ اکاؤنٹ میں رکھی رقم میں اضافہ کو ہاتھ بھی نہ لگایا جائے اور اُسے اکاؤنٹ میں موجود رہنے دیا جائے۔ البتہ اگر نکال ہی چکا ہے تو پھر اس سود سے جان چھڑانے کی نیت سے کسی کو دے دے ثواب کی نیت نہ رکھے اور جب تک یہ اضافہ اس کے اکاؤنٹ میں موجود رہے وہ اپنی ضرورت کے لیے نکالے نہ کیونکہ یہ غیر شرعی ٹرانزکشن کرنے اور سود لینے کی زد میں آجائے گا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ کرنٹ اکاؤنٹ بھی غلط ہے کیونکہ حضور ﷺ نے لعنت فرمائی سود لینے والے پر، دینے والے پر، اس کو لکھنے والے پر اور گواہ بننے والے پر اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ سب کے سب اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ آپ کی رقم جو کرنٹ اکاؤنٹ میں پڑی ہے اس سے بینک کما رہا ہے لہٰذا اس لحاظ سے کرنٹ اکاؤنٹ بھی غلط ہے لیکن مجبوری کی وجہ سے ہے اس لیے اس کی اجازت ہے۔ لیکن اسے بھی غلط ہی سمجھنا چاہیے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ تم خود سود نہیں لو گے لیکن اس کے غبار سے محفوظ نہیں رہ سکو گے۔

آج ہماری تمام اشیاء میں سود لگ کر آرہا ہے۔ اب کیا کریں کیونکہ غلطی ہورہی ہے۔ استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ جب غلطی ہو تو اس کا کفارہ دینا پڑتا ہے اور وہ کفارہ کیا ہے کہ اس سسٹم کو برا جانیں، اس سے نفرت کریں، اس کو برا کہیں اور اس کو بدلنے کے لیے دینی اجتماعیت اختیار کریں تا کہ اس نظام کو بدلنے میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ تا کہ جب ہمیں موت آئے تو اللہ کے سامنے معذرت پیش کر سکیں کہ اے اللہ جتنا ہم بچ سکتے تھے ہم نے بچنے کی کوشش کی اور جہاں غلطی تھی اس کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش کی۔

سوال: کیا ہجرت مدینہ کے بعد وہاں اسلامی ریاست قائم ہوگئی تھی؟ (طلحہ انصاری)

امیر تنظیم اسلامی: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے ہیں تو خود قرآن حکیم نے ایک بڑا پیارا لفظ استعمال کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ ﴿۴۱﴾﴾ (الحج)

''وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ اور تمام امور کا انجام تو اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔''

ایک رائے یہ ہے کہ قرآن کے اس مقام کی آیات سفر ہجرت کے دوران نازل ہوئیں۔ حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں تمکن اور اختیار ملا۔ البتہ یہ کہنا کہ وہاں اس معنی میں ایک ریاست قائم ہوگئی کہ آل ان آل صرف حضور ﷺ ہی ہوں اور کوئی دوسرا فیصلہ کرنے کی اتھارٹی نہ رکھتا ہو یہ معاملہ ابھی نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ وہاں یہود کے سردار بھی فیصلے کرتے تھے۔ اسی طرح سود کے خاتمے کا اعلان 9ھ میں ہوا۔ لہٰذا یہ کہنا مناسب نہیں کہ ریاست قائم ہوگئی تھی البتہ یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ تمکن اور اختیار ملا، کچھ احکام کی تنفیذ ہوئی مگر تکمیل دین کا اعلان بھی بعد میں ہوا اور غلبہ دین کی جدوجہد فتح مکہ پر جا کر پایہ تکمیل کو پہنچی۔ سورۃ النصر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾﴾ (النصر) ''اور آپؐ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔''

یعنی اب نظام اللہ کا ہے۔ اب تمام فیصلے حضور ﷺ کریں گے۔ یہود کے تینوں قبیلوں (بنوقینقاع، بنوقریظہ، بنونضیر) کا فیصلہ ہو چکا اور ان کو مدینہ سے نکال دیا گیا۔

> **بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ اصل نعمت ہدایت ہے۔ اگر مال ہے، ہدایت نہیں ہے تو بندہ قارون، ابوجہل، ابولہب بن جائے گا، اقتدار ہے مگر ہدایت نہیں ہے تو یہ اقتدار انسان کو فرعون اور نمرود بنا دے گا۔**

سوال: رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں بستی کو اس کے رہنے والوں کے ساتھ اُلٹ دو۔ اس حدیث کی رو سے اللہ کا دین قائم کرنا ضروری ہے۔ آپ لوگ اس کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں لیکن دیگر علماء کرام آپ کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ (محمد مزمل ملک، انڈیا)

امیر تنظیم اسلامی: یہ حدیث بڑی معروف ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس ''سورۃ العصر'' میں اس حدیث کا حوالہ ملتا ہے۔ پھر مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خطبات جمعہ میں بھی اس حدیث کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ میں نے حوالہ اس لیے دیا کہ علماء دین بھی اس حدیث کو پیش نظر رکھتے تھے۔ اس حدیث میں ایک مسلمان کی دینی غیرت وحمیت کو اہمیت دی گئی ہے۔ اگر وہ دینی غیرت وحمیت ہمارے اندر نہیں پیدا ہورہی، باطل کے نظام کو دیکھ کر اگر ہمیں اندر کچھ نہیں ہوتا، اگر باطل یا بدی کو دیکھ کر میرا خون نہیں کھولتا، میرے چہرے کا رنگ تبدیل نہیں ہوتا تو مجھے اپنی دینداری کے بارے میں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تم میں سے کسی منکر (خلاف شرع) کام کو دیکھے تو اس کو مٹا دے اپنے ہاتھ سے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے، اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (دل میں اس کو برا جانے اور اس سے بےزار ہو) یہ سب سے کم درجہ کا ایمان ہے۔''

الحمدللہ! ہم لوگ اقامت دین کی جدوجہد کر رہے ہیں لیکن اللہ کی توفیق سے اور لوگ بھی کر رہے ہیں۔ دیگر اجتماعیتوں، تحریکوں اور شخصیات کے بارے میں ہمارا دل وسیع ہونا چاہیے۔ علمی اختلاف ہونا ایک الگ شے ہے مگر دل میں وسعت کا ہونا بھی ضروری ہے کہ کوئی دین کا کام کر رہا ہے تو وہ میرا بھائی ہے۔ وہ گویا ہمارا ہی مشترکہ کرنے کا کام کر رہا ہے۔ جہاں تک علماء کرام کا ساتھ نہ دینے کا معاملہ ہے تو اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ علماء کرام کے بقول دین کے مختلف شعبے ہیں۔ یہ بحث ہوسکتی ہے، اس پر رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ فی الوقت کون سے شعبہ کی urgency زیادہ ہے۔ خود ڈاکٹر اسرار احمدؒ اپنے کتابچے ''تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر'' میں فرماتے ہیں کہ دین کے احیاء کا عمل بہت وسیع اور بسیط ہے اور اس میں بہت سارے شعبہ جات اور گوشے ہیں۔ بعض مرتبہ ایک شعبہ کا کام دوسرے شعبہ سے بظاہر متضاد نظر آتا ہے مگر جب دین کا وسیع تصور سامنے ہو تو یہ سب ایک دوسرے کے لیے complement کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کتابچے سے میرے اندر دیگر لوگوں اور جماعتوں کے بارے میں وسعت پیدا ہوئی اور ہم اپنے رفقاء کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ یہ وسعت قلبی ہمارے اندر ہونی چاہیے۔

بہت سے علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ ہم مختلف میدانوں میں کام کرتے ہیں۔ افتاء کا میدان، امت کی اصلاح کا میدان، دینی و شرعی اعتبار سے امت کی راہنمائی وغیرہ کے میدان علماء نے سنبھال رکھے ہیں۔ اسی طرح قال اللہ

وقال الرسول ﷺ کی صورت میں دین کا علم جو چودہ صدیوں سے امت کو پہنچا اس کے تحفظ، اس کی تشریح، اس کی نشرواشاعت کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہم سیاست کے میدان میں بھی ہیں اور ہماری بعض فلاں فلاں دینی سیاسی جماعتیں بھی ہیں۔ ہمارا اختلاف رائے اپنی جگہ کہ انتخابی سیاست سے انقلاب نہیں آسکتا لیکن ان حضرات کا کہنا ہے کہ ہم فلاں فلاں دینی اجتماعیت سے تعلق رکھتے ہیں اور سیاسی میدان میں وہ ہمارے راہنماء اور قائد ہیں وہ ہماری بات کو آگے پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ یہ علماء کے حوالے سے مؤقف سامنے آگیا۔ ہم کہیں گے کہ ہمارا دل ان کے حوالے سے وسیع ہونا چاہیے۔ بہرحال مشترکات پر ہماری ایک آواز بلند ہونی چاہیے۔ جیسے سود کا خاتمہ کی بات ہے جس نے ہماری قوم کا جو حال کر دیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ سود کا خاتمہ تو سب کے نزدیک متفق علیہ ہے تو ہم کہیں گے کہ تنظیم اسلامی ہو، جماعت اسلامی ہو یا دیگر جماعتیں ہوں اس نکتے پر سب کی ایک آواز بلند ہونی چاہیے۔ پھر بے حیائی کا طوفان ہے جس نے ہماری اقدار کا ستیاناس کر دیا اس طوفان کے سامنے بند باندھنے کے لیے ہماری ایک آواز بلند ہونی چاہیے۔

سوال: پاکستان کے موجودہ حالات کے پیش نظر کیا تنظیم اسلامی نفاذ اسلام کے لیے پوری طاقت سے نکل کر نظام کی تبدیلی کا ارادہ رکھتی ہے؟ (علی رضا سومرو، جیکب آباد، سندھ)

امیر تنظیم اسلامی: اصولی طور پر اس معنی میں بات ٹھیک ہے کہ ہمیں عوام کی ذہن سازی، عوام کے دلوں میں نور ایمان پیدا کرنے، کردار کی اصلاح، قلوب کو بدلنے وغیرہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس حوالے سے دعوت کا کام کرنا لازم ہے کیونکہ افراد کی تبدیلی ہی کسی موثر تبدیلی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ ہمارے بھائی کہہ سکتے ہیں کہ آخر کب تک؟ بالکل درست بات ہے ہم چھوٹے ہیں اپنی سی محنت کر رہے ہیں۔ اور ہمارا اصولی طریقہ رسول انقلاب کا طریق انقلاب والا ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے منہج کو سامنے رکھ کر پاکستان کے معروضی حالات میں کوشش کر رہے ہیں۔ یقیناً حالات فوری اقدام کا تقاضا رکھتے ہیں لیکن یاد رکھیے گا کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کس میں غیرت وحمیت دینی ہوگی لیکن آپ ﷺ نے مکہ کے 13 برسوں میں ایک بت بھی نہیں توڑا۔ کیوں؟ یہی صبر محض ہے۔ اس سے گزر کر ہم نے ایک انقلابی جدوجہد کو قدم بقدم آگے بڑھانے کی کوشش کرنی ہے۔ بہرحال پاکستان کی سالمیت ہمیں مطلوب ہے، پاکستان بچے گا تو ہم یہاں غلبہ دین کی جدوجہد کر سکیں گے۔ اس تعلق سے ہم انتخابی سیاست کا حصہ نہیں بنتے مگر جو حکمران ہوں یا ذمہ داران ہوں یہاں تک کہ اپوزیشن کے لوگ ہوں ان کو مشورے ضرور دیتے ہیں۔ پھر منکرات کے خلاف مہم چلاتے ہیں۔ سود کے خلاف ہم جدوجہد کرتے ہیں، ان کو کہتے ہیں کہ خدا کے بندو! اس کو ختم کرو تا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کا خاتمہ ہو۔ ہم پوری شریعت کے تقاضے کی بات ابھی نہیں کر رہے۔ آج اگر ہمارے سامنے مہنگائی کا طوفان اور دیو ہیکل جن کھڑا ہے تو یہ سود کی وجہ سے ہی ہے لہٰذا اگر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کا خاتمہ نہیں کرتے تو ہمارے حالات سدھر نہیں سکتے۔ پھر بیرونی سازشیں ہیں اور آئی ایم ایف کے پریشر کے نتیجے میں کتنی بڑی مصیبت آرہی ہے۔ عالمی ایجنسیز یہاں آرہی ہیں۔ ایٹمی صلاحیت کو لینے کی باتیں ہو رہی ہیں، روتھ شیلڈ کے لوگ یہاں پر آرہے ہیں تو دال میں کالا نظر آرہا ہے۔ اس تناظر میں تمام سٹیک ہولڈرز کو ہم کہیں گے کہ خدا کے بندو! اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھو اور اس ملک کو بچانے کے لیے آگے بڑھو۔ یہ آواز ہم بلند کر سکتے ہیں۔ یہ نصح وخیراہی کا کام ہمارا مستقل جاری رہے گا۔ عمران خان نے انصاف کا نعرہ لگایا بالکل ٹھیک بات ہے۔ انہوں نے تو ریاست مدینہ کا بھی ذکر کیا تھا، ہم نے پورے پاکستان میں تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ریاست مدینہ کے عنوان سے سیمینارز منعقد کیے اور پی ٹی آئی کے بعض ذمہ داران کو بھی دعوت دی یہ دوسری بات ہے کہ وہ مصروفیت کی وجہ سے نہیں آسکے۔ لیکن ہم نے تو اس کو اچھے انداز میں لیا۔ کیونکہ دین صرف انصاف کی بات نہیں کرتا بلکہ سیاسی، معاشی اور معاشرتی تینوں شعبوں میں راہنمائی دیتا ہے لیکن عمران خان کے بیانیے میں دین کا یہ وسیع تصور ہمیں دکھائی نہیں دیا۔

> **یقیناً حالات فوری اقدام کا تقاضا رکھتے ہیں لیکن یاد رکھیے گا کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کس میں غیرت وحمیت دینی ہوگی لیکن آپ ﷺ نے مکہ کے 13 برسوں میں ایک بت بھی نہیں توڑا۔ انقلابی جدوجہد میں صبر محض کا مرحلہ بھی آتا ہے**

لیکن پھر بھی جتنا کسی میں خیر کا تصور ہے تعاونو علی البر والتقویٰ کے مصداق ہم تعاون کرنے کی کوشش کریں گے۔ اچھی بات کہیں سے بھی آئے گی ہم اس کی تائید کریں گے اور قابل مذمت بات اگر اپنوں کی طرف سے بھی ہوگی تو عدل کا تقاضا ہے کہ اس کی مذمت کرنے کی کوشش کی جائے۔

سوال: میرا خیال ہے کہ اگر ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس وقت زندہ ہوتے تو پوری شدومد کے ساتھ عمران خان کا ساتھ دیتے؟ (ایمان فاطمہ صاحبہ)

امیر تنظیم اسلامی: ماضی میں ہماری جماعتوں کی حکومتوں کو عوام دیکھ چکے تھے، اس لیے لوگوں کو ایک امید تھی عمران خان کے آنے سے کوئی واقعتاً تبدیلی آئے گی۔ اسی طرح ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے محبت رکھنے والے حضرات وخواتین کی طرف سے بھی اس طرح کا تبصرہ آتا ہے۔ اس حوالے سے دو باتوں کو الگ الگ رکھنا ضروری ہے۔ ہماری دیانتداری کے ساتھ یہ طے شدہ رائے ہے اور 75 برس کی تاریخ گواہ بھی ہے کہ پاکستان میں شریعت کا نفاذ انقلابی راستے سے اور تحریک کے راستے سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ انتخابی سیاست کے ذریعے نظام بدلتا نہیں ہے چہرے بدل جاتے ہیں۔ نظام جب بھی بدلا ہے تو وہ تحریک کے راستے ہی سے بدلا ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ تنظیم اسلامی انتخابی سیاست کا حصہ نہیں بنتی اور نہ ہی اس راستے سے وہ نظام کی تبدیلی کی کوشش کرتی ہے۔ البتہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ سیاست دانوں کے معاملات پر تبصرہ کرتے تھے، دنیا اعتراف کرتی ہے۔ ہم بھی ایک درجہ میں تبصرہ کرتے ہیں، خیر کی بات کسی کی طرف سے آئے گی تو ہم اس کی تائید بھی کریں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نے انتخابی سیاست کے راستے کو اختیار کرنا شروع کر دیا ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان کا نظام چلے اور یہ چلے گا تو ہم دعوت واقامت دین کی جدوجہد کر سکیں گے۔ اس کے لیے ڈاکٹر صاحب جنرل پرویز مشرف، نواز شریف وغیرہ تمام حکمرانوں کو مشورے دیتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ڈاکٹر صاحب نواز شریف کے ہوگئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نصح وخیر خواہی کے جذبے کے ساتھ جو متعلقہ لوگ ہیں، جو کرتا دھرتا ہیں جن کے پاس کچھ اختیار موجود ہے

ان کو ہم مشورے دیتے رہیں۔ آج اگر ڈاکٹر صاحب زندہ ہوتے تو عمران خان کا ساتھ دینے کی بات نہ ہوتی بلکہ وہ ان کو مشورے ضرور دیتے۔ ہم نے بھی جب عمران خان سے ملاقات کا موقع میسر آیا تو ان کو مشورے دیے تھے۔

سوال: میں ایم بی بی ایس کے آخری سال میں ہوں۔ آپ مجھے مشورہ دیں کہ نظام کی تبدیلی کے لیے ایسا کون سا عمل کیا جائے کہ اللہ اس عمل سے راضی ہو جائے؟
(اسامہ لیاقت)

امیر تنظیم اسلامی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لیے کرتا ہے۔'' (متفق علیہ)

ہمیں ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہ بات سمجھا دی کہ دین کا جامع تصور کیا ہے۔ دین پوری زندگی کے انفرادی اور اجتماعی دونوں گوشوں کے لیے راہنمائی دیتا ہے۔ اسی طرح ہمارے دینی فرائض کیا ہیں اس حوالے سے بھی ہمیں سمجھا دیا کہ خود انفرادی سطح پر حتیٰ الامکان اللہ کی بندگی کرنا، پھر بندگی کی دعوت بھی دینا اور پھر بندگی کے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ ان فرائض کو ادا کرنا اکیلے اکیلے ممکن نہیں ہے۔ اس کے لیے جماعتی زندگی ضروری ہے۔ جماعتی زندگی اختیار کر کے میں ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔ ہم ان بھائی کے لیے دعا گو بھی ہیں کہ اللہ ان کے جذبے کو مزید جلا بخشے اور اس میں اضافہ ہو۔ ان کو میرا فوری مشورہ یہ ہے کہ جماعتی زندگی اختیار کریں۔ اگر تنظیم اسلامی سے اتفاق ہے تو تنظیم کو جوائن کریں۔ اگر تنظیم اسلامی سے اختلاف ہے تو کسی اور جماعت میں جائیں۔ لیکن جماعتی زندگی کے بغیر وہ اپنے دینی فرائض کو ادا نہیں کر سکتے اور اگر دینی فرائض ادا نہیں ہوئے تو کل نجات کا معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔

سوال: پاکستان کی دینی جماعتیں نظام بدلنے کی بجائے عوام کے دل بدلنے میں وقت کیوں لگا رہی ہیں؟
(امۃ الاحد صاحبہ)

امیر تنظیم اسلامی: میں نے خود کہا کہ عوام کے ذہنوں اور دلوں کو بدلنا، ایمان کی آبیاری یقیناً ضروری ہے۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے پہلے دن سے جنگ کی تھی؟ سیرت نبوی ﷺ میں پونے پندرہ برس کوئی قتال نہیں ہوا۔ پہلا باقاعدہ معرکہ بدر کا ہے جو 2ھ ماہ رمضان میں پیش آیا۔ مکہ کے 13 برسوں میں دلوں کو ہی بدلا جا رہا تھا، افراد کے دلوں پر محنت کی جا رہی تھی۔ تربیت دی جا رہی تھی، اس کے نتیجہ میں جب ایک تربیت یافتہ منظم جماعت تیار ہوگئی تو اس نے پھر رسول اللہ ﷺ کی سرپرستی میں انقلابی جدوجہد شروع کی۔ لہٰذا افراد کے دلوں پر محنت ضروری ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا بنیادی فریضہ تھا:

''وہی تو ہے جس نے اٹھایا اُمیین میں ایک رسول ان ہی میں سے' جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب وحکمت کی۔ اور یقیناً اس سے پہلے تو وہ کھلی گمراہی میں تھے۔'' (الجمعہ:2)

لہٰذا دلوں کو بدلنے، افراد کی تربیت اور تزکیہ کا کام کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ البتہ اگر ہم صرف دل بدلنے میں ہی لگے رہیں اور چند اعمال کی اصلاح پر مطمئن ہو جائیں، بقول ڈاکٹر اسرار احمدؒ شیطان معاشرے کے اندر ناچتا رہے تو پھر اُس حدیث مبارکہ کا یہاں پر اطلاق ہو گا کہ برائی کو دیکھ کر اگر چہرے کا رنگ بھی نہیں بدلا تو اللہ نے حکم دیا کہ اس بستی کو اُلٹ دو۔ لہٰذا دین کا ایک پورا پیکیج ہے کہ افراد کا تزکیہ بھی اہم ہے اور پھر نگاہ اس طرف بھی رہے کہ نظام کو بدلنے کی جدوجہد بھی کرنی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا مشن تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصف:9) ''تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر''

پھر اگلا مرحلہ طریقہ کار کا ہے، اس کے لیے بھی نمونہ ہم رسول انقلاب ﷺ کے طریق انقلاب سے حاصل کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب کا اسی عنوان سے ایک کتابچہ بھی ہے اور ویڈیو خطاب بھی ہے اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر عام لوگوں میں حق پہچاننے اور اپنانے کی صلاحیت ہوتی تو کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جیسے امن پسند اور رحم دل انسان دعوت کی بجائے تلوار کے ذریعے اللہ کی شریعت نافذ کرتے؟

امیر تنظیم اسلامی: دو باتیں ہیں۔ عوام الناس کو اتنا ہی عامی نہ سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے انسان کی فطرت سلامت رکھی ہے اور اس میں نیکی بدی کا شعور رکھا۔ رسول اللہ ﷺ پر اول اول ایمان لانے والوں میں غلام اور کنیز لوگوں کے طبقات بھی شامل تھے۔ ظاہر ہے آپ ﷺ نے ان کو بھی دعوت دی ہے۔ بہرحال نیکی بدی کا شعور اللہ نے ہر انسان کو دیا ہے۔ البتہ نظام کی تبدیلی اہم ہے اور رسول اللہ ﷺ کا مشن بھی یہی تھا۔ اصل میں وہ نظام کا جبر ہے جس کی وجہ سے عام آدمی کو ہمت نہیں ہوتی کہ وہ آگے بڑھے۔ جب وہ جبر ہٹتا ہے تو پھر:

﴿وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲﴾ (النصر) ''اور آپؐ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔'' کی شان بھی دکھائی دیتی ہے۔

۞۞۞

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر صدیقی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 48 سال، تعلیم ایف اے، ٹیچر، قد "5'.3"، مطلقہ کے لیے لاہور سے دینی مزاج کے حامل شخص کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0308-4023922

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم گلشن جمال کے امیر جناب شاہد حفیظ چودھری علیل ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0321-9246196

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

دشمن ہمیشہ شیعہ سنی تفریق کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا رہا ہے۔
سعودیہ ایران تعلقات کی بحالی سے دشمن کو منہ کی کھانی پڑی ہے: علامہ محمد حسین اکبر

ہمیں امت کے مفاد کو صحیح معنوں میں ترجیح دینی چاہیے ورنہ ذاتی سطح پر سوچتے رہے تو یہ تفریق بڑھتی چلی جائے گی: ایوب بیگ مرزا

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم ایک اُمت کے طور پر متحد رہنے کی بجائے تفرقہ کا شکار ہو گئے۔
کہیں عرب نیشنلزم، کہیں ترک نیشنلزم اور کہیں ایرانی نیشنلزم کے نام پر اُمت نے خود کو تقسیم کر لیا اور اللہ کی رسی کو ہم نے چھوڑ دیا: رضاء الحق

سعودیہ ایران تعلقات میں بحالی: ممکنہ اثرات؟ کے موضوع پر
حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: چین کی مصالحتی کوششوں سے سعودی عرب اور ایران کے سفارتی تعلقات بحال ہو گئے اور اس میں مزید بہتری یہ ہوئی کہ سعودی فرمانروا نے ایرانی صدر کو آفیشل دورے کی دعوت دی ہے جو انہوں نے قبول بھی کر لی ہے۔ اس خوشگوار واقعہ کی تفصیلات کیا ہیں؟

رضاء الحق: سعودی عرب اور ایران کے مشیران برائے قومی سلامتی نے بیجنگ میں چینی وزیر خارجہ کی موجودگی میں باضابطہ اعلان کیا ہے کہ سعودی عرب اور ایران اپنے سفارتی تعلقات بحال کر رہے ہیں۔ ایک ایسے وقت میں کہ مسلمان دنیا میں کمزور ہیں، دبے ہوئے ہیں اور آپس میں متحد نہیں ہیں، عالم اسلام کے دو بڑے ممالک جو اُمت مسلمہ کے دو بڑے گروہوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اُن کا مل بیٹھنا اُمت کے لیے خوش آئند ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان مصالحتی کوشش بہت پہلے سے چل رہی تھی۔ اس کے پس منظر کو دیکھا جائے تو 1929ء میں پہلی مرتبہ سعودی عرب اور ایران کے درمیان دوستی اور تعلقات قائم کرنے کے لیے ایک معاہدہ ہوا تھا۔ اُس وقت سے لے کر آج تک یہ تعلقات اونچ نیچ کا شکار رہے ہیں۔ حالانکہ 1969ء میں شاہ فیصل مرحوم نے ایران کا دورہ بھی کیا تھا لیکن اس کے باوجود دونوں ممالک کے تعلقات زیادہ اچھے نہیں رہے۔ خاص طور پر جب ایران میں انقلاب آیا تو اس کے بعد دونوں ممالک کے اختلاف میں مذہبی عنصر بھی شامل ہو گیا کیونکہ ایران میں کٹر مذہبی شیعہ حکومت آ چکی تھی جبکہ سعودی عرب میں بھی ایک خاص مسلک کی نمائندگی کرنے والی حکومت تھی۔ اس کی وجہ سے آپس کی مخاصمت میں خاصا اضافہ ہوا۔ نائن الیون کے بعد خاص طور پر 10-2009ء میں یمن، لیبیا اور شام میں بڑی طاقتوں نے ان دونوں ممالک کو ایک دوسرے کے خلاف پراکسیز کے طور پر بھی استعمال کیا۔ اس پراکسی جنگ کی وجہ سے امت مسلمہ کا بھی بہت نقصان ہوا۔ حالیہ معاہدہ صرف سفارتی تعلقات کی بحالی تک محدود نہیں ہے بلکہ اب بات اس سے آگے بڑھے گی۔ 2001ء میں سعودی عرب اور ایران کے مابین مختلف شعبوں میں تعاون کا معاہدہ ہوا تھا جس میں تجارت، معیشت اور نیشنل

مرتب: محمد رفیق چودھری

سکیورٹی معاملات پر ایک دوسرے سے تعاون کی بات کی گئی تھی، یہ پراسس بھی اب دوبارہ شروع ہو جائے گا جو کہ خوش آئند بات ہے۔ اصل میں چین دنیا میں اس وقت اپنا مقام بنانے کی کوشش کر رہا ہے، اس کے لیے بہت اہم ہو گیا ہے کہ وہ ان ممالک کو اپنے ساتھ ملائے جو امریکہ اور مغرب کے خلاف اس کی مدد کر سکیں۔ چین نے کئی سو بلین ڈالر کے معاہدے سعودی عرب اور ایران کے ساتھ کیے ہیں جس کی وجہ سے وہ اب چینی منصوبوں کا حصہ ہیں۔ چین سعودی عرب اور ترکی کے درمیان بھی تعلقات بحال کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسی طرح حالیہ دنوں میں چینی صدر نے ماسکو کا دورہ کیا جو امریکہ کو بہت زیادہ چبھا ہے۔ اس پر امریکی اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ جان کربی نے بیان دیا کہ چین بین الاقوامی معاملات میں جو قدم بقدم آگے بڑھ رہا ہے یہ نہ سمجھا جائے کہ امریکہ اس معاملے میں خاموش رہے گا۔ ہم ایسے ممالک پر کام کر رہے ہیں اور ہمیں اس حوالے سے کامیابی بھی ہوئی ہے کہ جو ممالک امریکہ سے ہٹ کر چین کے کیمپ میں چلے گئے تھے اُن کو ہم واپس لا رہے ہیں۔

سوال: چین کی سفارتی کوششوں سے سعودی عرب اور ایران کے سفارتی تعلقات کی بحالی آپ کی نظر میں کتنی بڑی پیش رفت ہے؟

علامہ محمد حسین اکبر: میں سمجھتا ہوں کہ خالق کائنات نے امت مصطفیٰ ﷺ کو امت واحدہ قرار دیا ہے۔ دشمن نے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر سعودی عرب اور ایران کے درمیان بدگمانیاں پیدا کر کے بہت دوریاں پیدا کر دی تھیں۔ پاکستان نے بھی ان دونوں کے درمیان مصالحت کرانے کی کوششیں کی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کریڈٹ پاکستان کو بھی جاتا ہے کہ آج پاکستان کے دیرینہ دوست چین نے یہ قدم اٹھایا ہے کہ دونوں ممالک کو نہ صرف ایک ٹیبل پر بٹھایا ہے بلکہ ان کے سفارت خانے بھی کھل گئے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی پیش رفت ہے اور دشمن کے لیے بہت بڑا پیغام ہے کہ ہم کچھ بھی ہوں لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کے حوالے سے ہمارے درمیان کوئی تفریق پیدا نہیں کر سکتا۔ وقتی طور پر بدگمانیاں اپنی جگہ پر ہیں، شیطان چاہتا ہے کہ مومن آپس میں لڑتے رہیں لیکن رحمان کوئی نہ کوئی وسیلہ پیدا کر دیتا ہے کہ ہم پھر جڑ جاتے ہیں۔ میری نظر میں چین کی یہ مصالحتی کوششیں انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ ہم اس کے شکر گزار ہیں۔ یہ ہم سب کے لیے خوشی کی بات ہے۔ میں دونوں ممالک کے عمائدین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے میں فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔ الحمدللہ! آج ہم خوش ہیں کہ دشمن ناکام ہوا ہے اور ہم اس مشن میں کامیاب ہوئے ہیں اور امت واحدہ پرچم توحید کے نیچے اکٹھی ہو چکی ہے۔

سوال: کیا سعودی عرب اور ایران کے درمیان تعلقات کی بحالی سے خطے میں فرقہ واریت کا خاتمہ ممکن

ہو سکے گا؟

علامہ محمد حسین اکبر: یقیناً یہ پہلا قدم ہے اور یہ قدم آگے بڑھتے رہیں گے اور اس کے مثبت نتائج پورے خطے کے لیے برآمد ہوں گے۔ دشمن نے ہمیشہ شیعہ سنی تفریق کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے لیکن حالیہ مصالحتی کوششوں سے فرقہ واریت کے ناسور کو ختم کرنے میں بھی بہت بڑی مدد ملے گی۔ اس اقدام سے فرقہ واریت کے حوالے سے بدگمانیاں دور کرنے کے ساتھ ساتھ سیاسی طور پر اپنے مفادات کی خاطر جو کوششیں کی جاتی تھیں ان کو بھی یہاں ٹھہراؤ ملے گا اور وہ سلسلہ ختم ہوگا۔ پھر جب آنا جانا شروع ہو جائے گا، جب انسان قریب سے حقائق کو دیکھتا ہے تو بہت سے شکوک وشبہات دور ہو جاتے ہیں۔ ہمارے بہت سے اہل سنت دوست کہا کرتے تھے کہ ایران میں کوئی سنی مسجد نہیں ہے لیکن جب یہاں سے وفود گئے اور انہوں نے دیکھا کہ وہاں پر سینکڑوں مساجد موجود ہیں تو اس سے بدگمانیاں ختم ہوئیں کہ معاملہ ایسا نہیں ہے جو بتایا گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلقات کی بحالی سے نہ صرف فرقہ واریت ختم ہوگی بلکہ دوسرے ممالک یعنی شام، لبنان اور یمن میں بھی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان جنگوں کے پیچھے امریکہ اور استعماری طاقتوں کا ہاتھ تھا لیکن اب ان کو مایوسی ہوگی۔ جیسے خالق کائنات نے قرآن کریم میں فرمایا کہ کافر مایوس ہو گئے ہیں، ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، خدا سے ڈرنا چاہیے۔ پھر آیت اللہ خامنہ ای کا فتویٰ ہے کہ اہل سنت بھائیوں کے مقدسات کی توہین نہ کی جائے بلکہ ان کا احترام کیا جائے۔ اسی طرح آیت اللہ سیستانی کا فتویٰ کہ اہل سنت ہمارے نفس نہیں بلکہ ہماری جان ہیں ہمیں اس طرح استقبال کرنا چاہیے۔ بہرحال ہمارے مراجع اور فقہاء کے بیانات نے بھی فضا کو بہت ٹھنڈا کیا ہے اور اس کے بہت مثبت نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں۔

سوال: کیا سعودی عرب اور ایران کا اشتراک خطے میں اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم میں رکاوٹ بن سکتا ہے؟

علامہ محمد حسین اکبر: میں سمجھتا ہوں کہ سعودی عرب نے امریکہ کے پریشر میں آکر اسرائیل سے تعلقات بنانے کی کوشش کی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور قرآن کی نص صریح موجود ہے کہ یہودی ونصاریٰ کبھی بھی آپ سے مطمئن نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کے دین و آئین کو تسلیم کرلیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان پر جتنا اعتماد کرلو یہ کبھی بھی ہمارے مفادات کے لیے کمپرومائز نہیں کریں گے۔ ہمارے دوست ممالک نے کوشش کر کے دیکھ بھی لیا لیکن نتیجہ انہیں نظر نہیں آیا۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ جن بستیوں کو ممنوع قرار دیا گیا تھا وہ کھول دی گئی ہیں اور وہاں پر یہودیوں کو آباد کیا جا رہا ہے۔ بہرحال سعودی عرب کو اس چیز کا علم ہو چکا ہے اور ایران تو پہلے سے ہی اس کے خلاف تھا اور فلسطینیوں کی حمایت میں تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اشتراک سے زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ مسلمانان فلسطین کو فائدہ پہنچے گا اور اسرائیل اور امریکہ یقیناً مایوس ہو رہے ہیں۔ بہرحال ان دونوں ممالک کے ملنے سے اسرائیل کے ناپاک عزائم بھی خاک میں ملیں گے اور فلسطینی بھی ان کے ظلم وجور سے محفوظ رہیں گے۔

سعودی عرب اور ایران کا چائنہ روس اتحاد میں شامل ہونا کبھی بھی امریکہ، یورپ اور اسرائیل کو برداشت نہیں ہوگا۔ لہٰذا دونوں ممالک کے لیے خطرات بڑھیں گے۔

سوال: ماضی میں پاکستان کے وزرائے اعظم کی سطح تک ایران اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات کی بحالی کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ آپ کے خیال میں پاکستان اس مصالحتی مشن میں کامیاب کیوں نہیں ہو سکا؟

ایوب بیگ مرزا: ماضی میں نواز شریف اور عمران خان نے بطور وزیراعظم اس حوالے سے کوششیں کی تھیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کی اپنی پوزیشن کمزور تھی۔ میں ایک مثال دیا کرتا ہوں کہ اگر کسی محلے کے دو گھرانوں میں کشیدگی پیدا ہو جائے تو کیا محلے کا ایسا فرد جو غریب بھی ہو، معاشی لحاظ سے کمزور بھی ہو اور اس کی کوئی اچھی شہرت بھی نہ ہو وہ ان کی صلح کرا سکتا ہے؟ کوشش اپنی جگہ پر ہے لیکن اثرانداز ہونے کے لیے کچھ طاقت بھی چاہیے۔ اس ناکامی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ اُس وقت سعودی عرب امریکہ کی بڑے زوردار گرفت میں تھا۔ سعودی عرب کے لیے سوچنا بھی بہت مشکل تھا کہ وہ کسی ایسے ملک سے تعلقات بڑھائے جس کے امریکہ سے تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ امریکہ کا سعودی عرب پر بڑا گہرا دباؤ اور قبضہ تھا لیکن آہستہ آہستہ سعودی عرب بھی امریکہ کے اس چنگل سے نکل رہا ہے اور اب تو تیل کے معاملے میں بھی اس نے امریکہ کا مطالبہ نہیں مانا۔ یعنی اس نے بھی سمجھا ہے کہ زیادہ بہتر ہے کہ خطے کے ممالک سے تعلقات بہتر بنائے جائیں۔ پھر چین جو اس وقت دنیا کی سب سے بڑی اقتصادی قوت ہے اُس نے ایران کو تقریباً 400 ارب ڈالر کا پیکج دیا ہے۔ وہ سعودی عرب کے ساتھ بھی تعاون کر رہا ہے۔ اس وجہ سے مصالحت کرانا اس کے لیے آسان بھی تھا اور خود اس کے اپنے فائدے میں بھی تھا۔ پھر یہ کہ ایران اور سعودی عرب دونوں کافی حد تک سمجھ گئے تھے کہ ہمارے لڑنے سے دشمن خوش ہو رہے ہیں اور دشمنوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ پھر یہ کہ چین صرف اقتصادی قوت نہیں بلکہ عسکری قوت بھی ہے جو ایران اور سعودی عرب دونوں کو عسکری سطح پر سپورٹ کر سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں تھا تو وہ کسی کو کیا دے سکتا تھا۔

سوال: سعودی عرب اور ایران میں تعلقات کی بحالی کے بعد ان ممالک کو کون سے داخلی وخارجی خطرات پیش ہوں گے؟

رضاء الحق: پہلے میں خارجی خطرات کا ذکر کرتا ہوں کیونکہ دونوں کو خارجی سطح پر ایک جیسے ہی خطرات پیش آئیں گے کیونکہ ان تعلقات کو بحال کروانے میں چین کا کلیدی کردار ہے۔ پھر ساتھ پاکستان، قطر، عمان وغیرہ نے بھی اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ دوسری طرف روس یوکرائن جنگ کی وجہ سے عالمی منظر نامہ ایسا بن چکا ہے کہ جس کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ روس کی یوکرائن کے خلاف جنگ درحقیقت امریکہ اور یورپ کے خلاف ہے۔ چین بھی روس کا اتحادی ہے لہٰذا سعودی عرب اور ایران کا بھی اس اتحاد میں شامل ہونا کبھی بھی امریکہ، یورپ اور اسرائیل کو برداشت نہیں ہوگا۔ لہٰذا سعودی عرب اور ایران کو اس حوالے سے محتاط رہنا ہوگا کیونکہ خارجی سطح پر ان کے لیے مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اگر امریکہ اور یورپ کی طرف سے کوئی حملہ نہ بھی ہو تو اسرائیل کی طرف سے خطرہ بہرحال موجود ہے۔ اس کے لیے وہ داخلی سطح پر انتشار پیدا کر کے ان ممالک کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ چائنہ روس اتحاد میں شامل نہ ہو سکیں۔ اکثر کمزور ممالک میں ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ ان ممالک کے اندر طاقت کے مراکز کو اُبھار کر اور کبھی عوام کو سڑکوں پر لاکر حکومتوں کو گرا دیتا ہے اور پھر اپنی مرضی کی حکومتیں لاکر مرضی کے فیصلے کرواتا ہے۔ سعودی عرب اور ایران دونوں کو یہ دیکھنا ہوگا کہ دونوں ممالک میں مذہبی نوعیت کی حکومتیں موجود ہیں۔ سعودی عرب میں حرمین شریفین ہیں اور علماء کا کردار بہت زیادہ ہے۔ دونوں ممالک کے مذہبی انتہا پسند گروپ اپنی مخاصمت کو برقرار رکھنے کی کوشش کر سکتے

ہیں اور یہ دونوں کے لیے داخلی سطح پر بہت بڑا چیلنج ہوگا۔ پھر یمن اور شام میں دونوں کی پراکسی جنگ بھی چلتی رہی ہے، وہاں جن پراکسیز کو وہ اپنے اپنے طور پر سپورٹ کرتے رہے ہیں وہ بھی موجود ہیں۔ بہرحال یہ ایک لمبا پراسس ہے، دونوں نیک نیتی سے اس کو آگے بڑھائیں گے تو کامیابی ہوگی۔ ان شاء اللہ!

سوال: چندروز پہلے وزیرخزانہ اسحاق ڈار نے سینیٹ میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان نے IMF کی کئی شرائط پوری کردی ہیں لیکن قرضہ نہیں مل رہا اور اب IMF غیر روایتی شرائط عائد کر رہا ہے۔ پھر انہوں نے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کی بات کی اور کہا کہ ہمیں کوئی ڈکٹیٹ نہیں کرسکتا اور پاکستان کا ایٹمی پروگرام بڑا محفوظ ہے۔ لیکن دوسری طرف IMF کے نمائندے سے پوچھا گیا کہ کیا IMF ایسی شرائط عائد کر رہا ہے تو اس نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ اس متضاد صورت حال کی حقیقت کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ایٹمی پروگرام کے حوالے سے بات کرنا وزیر دفاع کا کام ہے۔ لیکن اگر یہ بات وزیرخزانہ کر رہا ہے اور وہ بھی سینیٹ جیسے فورم پر تو اس کا واضح مطلب ہے کہ دال میں کچھ تو کالا ہے۔ دیکھئے! ہر بندے کا ایک ٹریک ریکارڈ ہوتا ہے۔ ہمارے وزیرخزانہ کا معاملہ کچھ اس طرح ہے کہ انہوں نے آج سے 25 سال پہلے IMF کو باقاعدہ ایک جعلسازی پر مبنی رپورٹ پیش کی تھی جس کی وجہ سے پاکستان پر جرمانہ ہوا تھا۔ اس وقت پاکستان کو عالمی سطح پر بڑی بدنامی اور رسوائی کا سامنا ہوا تھا۔ پھر ان کا یہ معاملہ بھی ہے کہ انہوں نے نواز شریف کے خلاف ایک حلفیہ بیان دے دیا، پھر اس بیان سے مکر گئے۔ جب آئے تھے تو کہا تھا کہ میں IMF کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کروں گا اور ڈالر کو 200 سے کم کی سطح پر واپس لاؤں گا۔ لیکن ڈالر بے قابو ہو گیا ہے۔ لہٰذا ان کی ساکھ اچھی نہیں ہے۔ جہاں تک ایٹمی پروگرام اور غیر روایتی شرائط کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تعلق IMF سے زیادہ روتھ شیلڈ انتظامیہ کے دورے سے ہوسکتا ہے۔ پس منظر میں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوگی کیونکہ بلاوجہ روتھ شیلڈ انتظامیہ دورہ کرنے والی نہیں ہے۔ اس پر بھی ہمیں اپنی تشویش کا اظہار کرنا چاہیے کہ روتھ شیلڈ انتظامیہ کا دورہ پاکستان کس مقصد کے لیے تھا؟

سوال: مسلمان ممالک کی مصالحت غیر مسلم ملک چین کرتا ہے۔ اسی طرح پاکستان نے ہمیشہ امریکہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ثالث بن کر ہمارے اور انڈیا کے درمیان کشمیر کے مسئلہ پر مصالحت کرائے۔ غیرمسلم ہمارے معاملات حل کرتے ہیں لیکن ہم خود آپس میں مل کر کوئی معاملہ حل نہیں کرتے کیا یہ ایک المیہ نہیں ہے؟

> **اکثر کمزور ممالک میں ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ ان ممالک کے اندر طاقت کے مراکز کو اُبھار کر عوام کو سڑکوں پر لاتا ہے، حکومتوں کو گرا دیتا ہے اور پھر اپنی مرضی کی حکومتیں لا کر مرضی کے فیصلے کرواتا ہے۔**

رضاء الحق: اس سے بڑا المیہ کسی مسلمان ملک اور مسلمان امت کے لیے ہو نہیں سکتا کہ آپ کے اپنے تنازعات اور معاملات سب کے سب غیر مل کر طے کرا رہے ہوں۔ اگر گزشتہ ایک صدی کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد مسلم ممالک آپس میں لڑتے ہی نظر آئے ہیں۔ پہلے عراق ایران جنگ ہوئی اور پھر شام، لیبیا، یمن مسلمان آپس میں ہی لڑتے رہے۔ اسی طرح شمالی افریقہ میں مسلمان آپس میں لڑتے رہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم وحی کی ہدایت سے دور ہو گئے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠﴾

(آل عمران:103) ''اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو مل جل کر اور تفرقے میں نہ پڑو۔''

اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ﴾

(الشوریٰ:13) ''کہ قائم کرو دین کو۔ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔''

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم ایک اُمت کے طور پر متحد رہنے کی بجائے تفرقہ کا شکار ہو گئے۔ یہ تفرقہ مسلکی بھی تھا اور علاقائی بھی۔ کہیں عرب نیشنل ازم، کہیں ترک نیشنل ازم اور کہیں ایرانی نیشنل ازم کے نام پر اُمت نے خود کو تقسیم کر لیا اور اللہ کی رسی کو ہم نے چھوڑ دیا۔ دین خاص طور پر اس کے اجتماعی گوشے ہمارے ذہن سے ویسے ہی محو ہو گئے سیاست بھی ایک عبادت ہے لیکن سیاست ہم نے ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کے لیے کرنی شروع کر دی۔ ان تمام چیزوں کو دیکھیں تو ہمارے پاس لیڈرشپ، ویژن اور مثبت فکر کا فقدان تھا جس کی وجہ سے مسلم ممالک کی معیشت مضبوط ہو سکی اور نہ ہی اُمت متحد ہو سکی۔ جہاں تیل نکلا وہ امیر ملک بنے ورنہ خود معیشت کو مضبوط نہیں کیا۔ اسی طرح معاشرت بھی کمزور ہوتی چلی گئی اور سیاسی لحاظ سے بھی بین الاقوامی سطح پر ہم مغلوب ہوتے گئے۔ ان معاملات کا جائزہ لینے کے بعد درست کریں گے اور ایک بار پھر متحد ہو کر اُبھریں گے تو پھر ہمارے لیے ممکن ہوگا کہ ہم خود اپنے مسائل حل کرسکیں۔

سوال: اس وقت دنیا دو بلاکس میں تقسیم ہو چکی ہے، ایک امریکی بلاک ہے اور دوسرا چین کا۔ یہ دونوں آپس میں اب تھوڑے متحارب بھی ہو گئے ہیں۔ ان حالات میں مسلم ممالک کو کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: میرا خیال ہے کہ اس وقت مسلمان اُمت کی سوچ اور نظریہ الگ ہے جبکہ مسلم حکمرانوں کا نظریہ الگ ہے۔ مسلم حکمران صرف اس چیز پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمیں اقتدار ملنا چاہیے، چاہے اپنے قومی مفادات کو قربان ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ دوسری طرف مسلمان عوام کے جذبات، خواہشات ہیں کہ امت مسلمہ ایک ہو جائے، واقعتاً امت مسلمہ بن جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر امت مسلمہ میں جمہوریت (حقیقی) بطور طرز حکومت آجائے تو اس سے بہت فرق پڑ جائے گا۔ اس میں عوام کی خواہشات reflect ہوں گی۔ لیکن یہ وجوہات میں سے ایک وجہ ہوگی۔ جب آپ کو عوام کی مرضی دیکھنی پڑے گی اور تمام مسلمان ممالک کے عوام کی مرضی یہ ہے کہ مسلمان ایک امت کی صورت اختیار کر جائیں اور اپنے مسائل حل کر لیں تو بڑی اچھی پیش رفت ہوگی۔ پھر اصل بات یہ ہے کہ اسلام جب ہمیں ایک ہونے کا درس دیتا ہے اور ہم اس سبق دینے والے اپنے مذہب کی طرف رخ نہیں کریں گے تو پھر امت مسلمہ کیسے بنیں گے؟ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امت مسلمہ ایک جسم کی مانند ہے جس کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو دوسرا اس کا اثر قبول کرتا ہے۔ تب یہ صورت حال پیدا ہوگی جب ہم واقعتاً، حقیقتاً عملی طور پر مسلمان ہوں گے۔ ہمیں امت کے مفاد اور مسلمانوں کے مفاد کو صحیح معنوں میں ترجیح دینی چاہیے ورنہ اگر ذاتی سطح پر سوچتے رہے تو یہ تفریق بڑھتی چلی جائے گی۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

مسلمانوں پر روزہ فرض کرنے کا مقصد

حاجی محمد حنیف طیب

اسلام نے معاشرے میں توازن برقرار رکھنے کے لیے مختلف ضابطے مقرر کیے ہیں اور غریبوں اور مفلسوں کی دستگیری کے لیے امیروں کے ہاتھوں میں زکوٰۃ وصدقات کے قلمدان تھما دیئے مگر کسی کی جیب سے پیسہ اس وقت تک نہیں نکل سکتا جب تک اس کے دل میں رحم کا جذبہ نہ پیدا ہو اور یہ احساس اس شخص کو کس طرح ہوگا جو ہمیشہ مختلف انواع واقسام کی نعمتوں اور لذتوں میں زندگی گزارتا ہو جو ہمیشہ عیش میں رہتا ہو وہ غربت کی تلخیوں کا اندازہ نہیں کرسکتا، جو عمر بھر پیٹ بھر کر کھاتا رہا ہو وہ کسی غریب کی بھوک اور پیاس کا احساس نہیں کرسکتا اور جب تک کسی کی تکلیف کا احساس نہیں ہوگا، اس کی مدد کرنے کا جذبہ دل میں پیدا نہیں ہوگا۔ نفسیاتی طور پر آدمی کسی کی تکلیف کا اس وقت احساس کرتا ہے جب وہ خود اس پر گزر جائے۔

اسلام نے تمام مسلمانوں پر روزے فرض کردیئے تاکہ اغنیاء جب روزے کی صعوبتوں سے دوچار ہوں تو انہیں احساس ہو کہ ہمیں ایک دن کھانا نہ ملنے سے اتنی تکلیف ہوئی تو جو پورے سال ایسے مصائب کا سامنا کرتے ہیں ان کا کیا عالم ہوگا پھر یہ احساس اغنیاء کے دل میں رحم کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور وہ غریبوں کی مدد پر آمادہ ہوتے ہیں، ہر چیز کا ایک مقصد ہوتا ہے جب تک کوئی شئے اپنے مقصد کے ساتھ ہو اسے مفید سمجھا جاتا ہے اور جب کوئی چیز اپنے مقصد سے خالی ہوجائے تو وہ لغو اور بے کار ہوجاتی ہے۔

انسان کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد (اِلّا لیعبدون)

اللہ کی عبادت کے سوا کچھ نہیں مگر دنیا میں آکر انسان اس کی دلچسپیوں میں اس طرح منہمک ہوا کہ عبادت کو اوڑھنا، بچھونا بنانے کی بجائے کھانا پینا اور نفس کے تقاضوں کو پورا کرنا مقصود زندگی بنالیا اور اس کی تمام توجہات اور کوششیں پیٹ بھرنے اور نفس پروری میں صرف ہونے لگیں، اسلام نے ایک ماہ کے روزے فرض کئے اور اس بھولے ہوئے غافل انسان کو بتایا کہ کھانا پینا ہی مقصود زندگی نہیں ہے، اور ایک ماہ میں ایک معین عرصہ تک کھانے پینے کو چھڑا کر یہ سمجھایا کہ محض کھانا التفات کے لائق نہیں اصل چیز تو اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ روزے کا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ تم متقی اور پاکباز بن جاؤ، یہ بھی جان لینا چاہیے کہ روزہ کا مقصد صرف کھانا، پینا اور اور جماع سے رُک جانا ہی کافی نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ تمام برے اخلاق اور اعمال بد سے انسان مکمل طور پر دور ہوجائے۔ تم پیاس سے تڑپ رہے ہو، تم بھوک سے بے تاب ہو رہے ہو، تمہیں کوئی دیکھ بھی نہیں رہا، ٹھنڈا پانی اور لذیذ کھانا پاس رکھا ہے لیکن تم ہاتھ بڑھانا تو دور کی بات ہے آنکھ اُٹھا کر ادھر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے، اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ تمہارے رب کا یہ حکم ہے! اَب جب حلال چیزیں اپنے رب کے حکم سے تم نے ترک کردی تو وہ چیزیں جن کو تمہارے رب نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام کردیا ہے۔ (چوری، رشوت، بددیانتی وغیرہ) اگر یہ مراقبہ، پختہ ہوجائے تو کیا تم ان کا ارتکاب کرسکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔

مہینے بھر کی اس مشق کا مقصد یہی ہے کہ تم سال کے باقی گیارہ ماہ بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے یونہی گزار دو۔ جو لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں لیکن جھوٹ، غیبت اور بدنظری وغیرہ سے باز نہیں آتے ان کے متعلق حضور ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا! جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا اگر اس نے کھانا پینا ترک کردیا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں، گویا روزہ کا مقصد عظمیٰ انسانی سیرت کے اندر تقویٰ کا جوہر پیدا کرکے اس کے قلب وباطن کو روحانیت ونورانیت سے جلا دینا ہے۔ روزے سے حاصل کردہ تقویٰ کو بطریق احسن بروئے کار لایا جائے تو انسان کی باطنی کائنات میں ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے، جس سے اس کی زندگی کے شب وروز یکسر بدل کر رہ جائیں۔ روزے کا ایک عظیم مقصد ایثار ہے بحالت روزہ انسان بھوک اور پیاس کی تکلیف سے گزرتا ہے تو لامحالہ اس کے دل میں ایثار، بے نفسی اور قربانی کا جذبہ تقویت پکڑتا ہے اور وہ عملاً اس کیفیت سے گزر کر جس کا سامنا انسانی معاشرہ کے مفلوک الحال اور کھانے سے محروم لوگ کرتے ہیں۔ تو وہ کرب وتکلیف کے احساس سے آگاہ ہوجاتا ہے، فی الحقیقت روزے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے آسودہ حال بندوں کو ان شکستہ اور بے سروسامان لوگوں کی غربت سے کماحقہ آگاہ کرنا چاہتا ہے، جو اپنے تن وجان کا رشتہ بمشکل برقرار رکھے ہوئے ہیں، تاکہ ان کے دل میں دکھی اور مضطرب انسانیت کی خدمت کا جذبہ فروغ پائے اور ایک ایسا اسلامی معاشرہ وجود میں آسکے، جس کا اساس باہمی محبت ومروت، انسانی دوستی، دردمندی وغمخواری کی لافانی قدروں پر ہو۔ اس احساس کا بیدار ہوجانا روزے کی روح کا لازمی تقاضا ہے اور اس کا فقدان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ روزہ میں روح نام کی کوئی چیز باقی نہیں۔

روزہ کا بڑا مقصود رضائے خداوندی کا حصول ہے اللہ تعالیٰ بندے کو تمام روحانی مدارج طے کرانے کے بعد مقام رضا پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ مقام رضا کیا ہے؟ جو روزہ کے توسط سے انسان کو نصیب ہوجاتا ہے اس پر غور کریں تو اس کی اہمیت کا احساس اجاگر ہوتا ہے۔ رب کا اپنے بندے سے راضی ہوجانا اتنی بڑی بات ہے کہ اس کے مقابلہ میں باقی سب نعمتیں کم دکھائی دیتی ہیں، روزہ وہ منفرد عمل ہے جس کے اجروجزا کا معاملہ رب اور بندے کے درمیان چھوڑا گیا کہ اس کی رضا حد وحساب کے تعین سے ماوراء ہے۔ قرآن نے اس تصور کو ''راضی مرضی'' کے بلیغ الفاظ سے اُجاگر کیا ہے۔ یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات بندے کی تلاش وجستجو اور طلب کا محور تھی، اس بندے کی حیثیت محب اور طالب کی تھی، لیکن جب وہ خود ذات خداوندی کا محبوب ومطلوب بن گیا تو اسے خدا کے مرتضیٰ (پسندیدہ) ہونے کا مقام نصیب ہوگا، جس کی بنا پر وہ نہ صرف خدا بلکہ کائنات کا مدعا اور مقصود بن گیا، اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی رضا قدم بہ قدم بندے کے شامل حال ہوگئی اور اسے زبان سے کچھ کہنے کی حاجت نہیں، روح اور باطن کو ہر قسم کی آلائشوں سے

پاکیزگی اور صفائی دینے کے لیے روزہ سے بہتر کوئی عمل نہیں، یہی سبب تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اس عبادت سے اتنا شغف تھا کہ آپ ﷺ اکثر روزے سے رہتے اور صیام وصال یعنی پہ درپے بغیر افطار کئے روزے رکھتے۔ روایات میں ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع میں بعض صحابہ کرام ؓ نے بھی صیام وصال رکھنے شروع کئے تو کمزوری سے ان کے چہرے پیلے پڑنے لگے اور ان کی حالت یہ ہوگئی کہ چلتے چلتے گر پڑتے، حضور اکرم ﷺ کو معاملہ کی خبر ہوئی تو آپ نے ان سے ایسا کرنے کا سبب دریافت فرمایا۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ ہم آپ کی اتباع میں ایسا کرتے ہیں۔ ’’آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون میری مثل ہے؟ میرا حال تو یہ ہے کہ مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔‘‘ (بخاری) اس ساری بحث سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ تزکیہ روح اور تصفیہ باطنی کا موثر ترین ذریعہ روزہ ہی ہے، جس سے محبوب حقیقی کا قرب و وصال نصیب ہوتا ہے اور بندہ ان کیفیات ولذات سے آشنا ہوتا ہے، جن کے مقابلہ میں دنیا ومافیھا کی کوئی شے اس کے ہم پلہ نہیں۔ اسلام کی ہر عبادت اپنے اندر کریمانہ شان رکھتی ہے۔ گناہگاروں کی بخشش کا سامان اور نیکوکاروں کی ترقی درجات کا سبب بنتی ہے۔

کریم (سخی) کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کے پاس محتاج کو چل کر جانا پڑتا ہے، جیسے پیاسے کے لیے کنواں، انسان پیاسا ہو کنواں اس کی پیاس بجھا دے گا مگر آکر نہیں پیاسے کو خود اس کے پاس جانا ہوگا۔ دوسرا کریم وہ ہے کہ محتاج کو اس کے پاس جانا نہیں پڑتا اور وہ خود محتاج کے گھر آکر خیرات دے جاتا ہے جیسے پیاسے کے لیے بادل، پیاسے کو اس کے پاس جانا نہیں پڑتا۔ بادل خود ابر رحمت بن کر اس کے گھر آکر برس جاتا ہے۔ اسلام کی ہر عبادت کریم ہے مگر انسان کو اس کے مقام تک جانا پڑتا ہے وہ آکر کرم نہیں کرتی، نمازی کو مسجد تک جانا پڑتا ہے، حاجی کو بیت اللہ شریف تک اور زکوٰۃ دینے والے کو فقیر تک پہنچنا ہوتا ہے۔ مگر روزہ ایسا کریم ہے کہ کسی کو اس تک جانا نہیں پڑتا وہ خود رحمت کی برسات بن کر ہر گھر میں برس جاتا ہے۔ گناہگاروں پر بخشش کی بارشیں کرجاتا ہے۔

❀❀❀

رب کو راضی کیجئے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

گیارہ مہینے گزر گئے۔ سلسلۂ روز وشب، خاکی وجود میں پنہاں وجودِ اصلی کو تھکا مارتا ہے۔ فتنۂ دجال کی یلغار، نارمل فطرتِ انسانی پر چڑھ کے لگاتی دجل، فریب بھری اخلاقی گراوٹ سے ہلکان کیے دیتی ہے۔ پیاسی روح روحانی نعمتوں کی تلاش میں ایمانی نخلستان تک رسائی کی منتظر 'بلغنا رمضان' پکارتی، بالآخر اسے پالیتی ہے۔ سورۃ ابراہیم میں شجرِ طیبہ کی مثال مذکور ہے۔ ’’کلمہ طیبہ کی مثال اچھی ذات کے درخت کی ہے، جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے پھل دے رہا ہے۔ 'اس کے برعکس، 'کلمہ خبیثہ (ہر عقیدۂ باطل) کی مثال ایک بدذات درخت کی سی ہے جو سطحِ زمین سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے۔ اس کے لیے کوئی استحکام نہیں ہے۔‘‘ (ابراہیم: 26،25)

کلمہ طیبہ ایک مکمل نظامِ حیات، عقیدے، طرزِ زندگی کی نمایندگی کرتا ہے۔ خالق ومالکِ کائنات، فاطر السمٰوٰت والارض کا عطا کردہ! زندگی کے ہر دائرے میں توازن کامل کے ساتھ تہذیب وتمدن کو پاکیزگی، عدل وانصاف، امانت ودیانت، سکینت سے بھر دیتا ہے۔ پورے نظام کائنات سے ہم آہنگ سراپا خیر۔ رہزنوں کے قبیلے سے فقر وزہد کے پیکر (ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز) ابوذر ؓ اٹھا کھڑے کرنے والا نظام۔ بیٹیاں زندہ دفن کرنے والے اب کندھوں پر حیا اور پاکیزگی میں گندھی احرام پوش ننھی بیٹیاں بٹھائے قیمتی متاع جان کر کعبہ کے گرد محوِ طواف ہوتے ہیں! شجرِ طیبہ بھر بھر کر خوبصورت زندگی کے خوش رنگ خوشبودار پھل پھول عطا کرتا ہے۔ دنیا کو جنت نظیر بنا دیتا ہے۔ شجرِ خبیثہ اس کی عین ضد ہے۔ ہمہ نوع باطل عقائد۔ دہریت، الحاد، شرک وبت پرستی، سیکولرازم، لبرل ازم، ہیومنزم اور آنجہانی کمیونزم یا ڈراما باز جمہوریت! نمرود، فراعنہ، بوجہلوں سے لے کر لینن، مارکس، بش، ٹرمپ اور ہمہ نوع زندیق۔ ان نظام ہائے زندگی کے کڑوے کسیلے زہریلے پھل، دنیا بھر میں اسفل ترین تہذیب کی صورت (ظاہری چکاچوند کے پس پردہ) انسانیت کو ننگی کا ناچ نچا رہے ہیں۔

ہلاکت خیز اسلحے کے انبار، سودی معیشت کے شکنجے میں مجبور ومقہور انسان، بے حیائی فحاشی کی زہرناکی سے نفسیاتی، اخلاقی تباہی وبربادی۔ سرمایہ دارانہ نظام 99 فیصد کو حیران ویران سرگرداں کیے ہوئے ہے۔ ایسے میں آسمان پر وہ ہلال نمودار ہوتا ہے (جسے الجھانے کے بھی سو سامان کر دیے جاتے ہیں عوام کو ستانے کے لیے!) جو رحمت وسکینت کے سبھی اسباب فراواں کرنے کو آتا ہے۔ یہ الگ بات کہ...... ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں! اگرچہ اس گئے گزرے حال میں بھی، بیس سال اسلام کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کے سبھی عالمی اسباب اور کھربوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود، بحمد اللہ مساجد بھری ہوئی ہیں! اب کہانی روح کی، دل کی، نفس، چپکے چپکے خوشبو بن کر حواس پر چھا جانے والی شروع ہوتی ہے۔ صد کتاب وصد ورق در نار کن، روئے دل را جانبِ دلدار کن۔ اب دل کا رخ اللہ کی جانب پھیرنے کا وقت آ گیا ہے۔ دنیاوی کتب، عصری تعلیم اور اس کے اوراق دل کو پراگندگی اور بوالہوسی کے سوا کچھ نہیں دے رہے۔ آگ میں جھونک دو ایسے اوراق کو۔ اب ہمارے محبوب رب کی کتاب اور محبوبِ ربی کی کتب سے سارے سکھ سکینتیں اور خوشیاں وابستہ ہیں۔

دل کی بہار، سینے کا نور، غموں دکھوں کا مداوا قرآن میں رکھا ہے۔ ﴿یھدی للتی ھی اقوم﴾ وہ راستہ دکھانے والی کتاب جو دنیا میں بھی راست رو رکھے اور آخرت میں بھی۔ ھدی للناس، بلاتفریق تمام انسانوں کی رہنما۔ حتیٰ کہ جنات بھی پکار اٹھے: ’’ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔‘‘ (الجن: 1، 2) کہاں یہ ایمانی مومن جنات اور کہاں گوشت کے تھال کھا کھا کر قوم پر آسیب کا سایہ ڈالنے والے جنات کی جناتی شہرت!

بلاشبہ رمضان بندۂ مومن کی روح کو ایمان کی سرشاری، تزکیۂ نفس، مغفرت، توشۂ آخرت، قلبِ سلیم عطا کرنے کو آتا ہے مگر یہ ہم کیونکر بھول جائیں کہ یہ سالانہ اہتمام صرف ہماری روح کے سجنے سنورنے کا نہیں بلکہ: ﴿ولتکبروا اللہ علی ما ھدکم ولعلکم تشکرون O﴾ کے لیے ہے۔ یعنی، 'جس ہدایت (ایمان، اسلام کا شاندار نظامِ حیات) سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اس پر اللہ کی

کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔‘(البقرۃ:185)
اور ساتھ ہی اگلی آیت پیاسی دنیا کو رب کا پتہ بتاتی ہے کہ میرے بندے میں تم سے قریب ہی ہوں۔ مجھے پکارو۔ سنتا بھی ہوں جواب بھی دیتا ہوں۔ مجھے پہچانو، ایمان لاؤ اور راہ پا جاؤ! ہر قلبِ انسانی میں اللہ کی محبت کی لو مدھم روشنی دیتی ہوئی (وعدۂ الست نے) رکھی ہے۔ (جیسے ہیٹر، چولہا جس میں پائلٹ جلتا رہتا ہے۔) بس دل کا بٹن موڑنے کی دیر ہے کہ شعلہ بھڑکنے پر تلا بیٹھا ہے۔ جو فسق وفجور کے سبھی داعیے جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ قرآن ہر روح کی پیاس، اس کی ضرورت، اس کی غذا ہے۔

وہی چاند جو پہلے خود خدا تھا مشرکوں کا۔ آج وہ سائنس کا خدا ہے۔ ناسا کی اس چاند پر چہل قدمیاں اسے چاند کی حقیقت نہ بتا سکیں۔ اگرچہ ڈیوڈ موسیٰ ناسا کے سائنس دانوں کی فکر نارسا کے ذریعے خود چاند کے رب کو پا گیا۔ یہ وہ مغربی ہے جو کسی کے اصرار پر قرآن پڑھنے لگا مگر ایمان نہ لایا۔ اس نے شق القمر کا واقعہ سورۃ القمر سے پڑھا (انگریزی ترجمہ) اور حیرت زدہ ضرور ہوا، سمجھ نہ پایا۔ پھر ایک سائنسی ٹیلی وژنی مذاکرے میں اس نے ناسا کے سائنس دانوں کو یہ بتاتے سنا کہ چاند پر ہم نے ایک عجیب چیز دیکھی جس کی کوئی توجیہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور وہ یہ کہ چاند کی زمین پر ایک طویل گہری لکیر ہے جسے دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے تھے اور پھر یہ دوبارہ جڑا تھا۔ ڈیوڈ موسیٰ کے دل کی چنگاری بھڑک کر اس کے پورے وجود کو ایمان کی حرارت سے گرما گئی۔ یہ ہے سورۃ القمر کی صداقت! ’قیامت کی گھڑی قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا‘۔ (آیت: 1) گویا امریکی ناسا نے اربوں ڈالر اس دن کے لیے خرچ کیے کہ وہ قرآن کی تصدیق کر سکے؟ وہ چلّا اٹھا اور مسلمان ہو گیا!

رمضان ماہِ قرآن ہے۔ ماہِ صبر ماہِ تقویٰ ہے۔ ماہِ دعوت بھی تو ہے۔ گمراہ دنیا کی اکھڑتی روحانی سانسوں کا وینٹی لیٹر، سبھی نفسیاتی اذیتوں بے قراریوں کا مداوا۔ ’اور (اے نبیؐ) ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔‘ (سبا: 28) ہمیں دنیا تک اس عظیم الشان نعمت کو پہنچانے کے لیے یہ ماہِ تربیت عطا ہوا۔ اے بندۂ مومن تو بشیری تو نذیری......
ہم اعتماد، فخر وانبساط سے یہ عظیم نعمت بشارتوں کے ٹوکرے لیے بھر بھر دنیا تک پہنچاتے۔ مگر ہم تو خود آئی ایم ایف کے سودی انذار کے ہاتھوں سہمے پڑے ہیں۔ امریکی بشارتوں پر عمران خانوں کی خوشی کا کوئی عالم نہیں کہ زلمے خلیل زاد کرسی کی کھلی چھپی یقین دہانی کروا رہا ہے......

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا۔ کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا۔ عدلیہ ہاں میں ہاں ملا کر انہی امریکی بشیری نذیری گردابوں کا حصہ ہے۔ دیندار طبقہ بھی رمضان کی قیمتی راتوں میں مخلوط سیاسی جلسے منعقد کرتی تحریکِ انصاف کی بدستور پشت پناہی کر رہا ہے۔ قیمتی گھڑیوں کا ضیاع، حدود کی پامالی، رطب ویابس گلا پھاڑ تقاریر گراں کیونکر نہیں گزرتیں؟

ہماری کرتوتوں کے ہاتھوں ہوش جگہ پر لانے کو ہمیں زلزلے کا جھٹکا پڑا ہے۔ پلٹ ترا دھیان کدھر ہے! المیہ تو یہ ہے کہ اخبارات کے ایڈیشن بھی رمضان کا تقدس نظر انداز کیے زلزلہ خیز حیا سوز حسیناؤں کی تصاویر جوں کی توں لگا رہے ہیں۔ کالی اسکرینوں سے اڈلتی سیاہیوں میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ اللہ کی پناہ کہ ترکی شام میں ہم بچشمِ سر سب دیکھ چکے۔ عبرت انگیزی ہم کھو بیٹھے ہیں۔ ’تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیلِ روشن اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔ اب اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیات کو جھٹلائے اور ان سے منہ موڑے...... کیا اب لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے سامنے فرشتے آ کھڑے ہوں، یا تمہارا رب خود آ جائے یا تمہارے رب کی بعض صریح نشانیاں نمودار ہو جائیں۔‘ (الانعام: 157)

ملکی سطح پر انتشار وافتراق کتاب اللہ سے روگردانی ہی کا نتیجہ ہے۔ دو مزید آفٹر شاک آ چکے ہیں۔ ہم کس دن کے منتظر ہیں؟ رمضان میں بھی قرآن نہ اٹھایا تو کب اٹھائیں گے؟ محاسبے اور تزکیے کی شدید ضرورت ہے۔ چینلوں پر اسلام کے نام پر رنگ رنگیلے تماشوں سے باز آیئے۔ قرآن چھوڑ کر من مانا اسلام، کھیل اور مذاق ہے۔ اسے ترک کیجیے۔ ان ربی رحیم ودود (بے شک میرا رب رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے۔) اٹھیے! رب کو راضی کیجیے!

موت کی آخری ہچکی کو ذرا غور سے سن
عمر بھر کا خلاصہ اسی آواز میں ہے

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(9 تا 15 مارچ 2023ء)

جمعرات (09-مارچ) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (10-مارچ) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ شام کو پشاور جانا ہوا۔ رات وہیں قیام کیا۔

ہفتہ (11-مارچ) کو صبح 7 بجے چکدرہ پہنچے۔ وہاں سے سابق امیر حلقہ احسان الودود صاحب کی عیادت کے لیے ان کے گھر تھانہ (علاقہ) ملاکنڈ گئے۔ (وہ بحمد للہ بہت صابر شخصیت ہیں۔) 10 بجے گورنمنٹ ہائر سیکنڈری اسکول ملاکنڈ میں سینئر طلبہ اور اساتذہ سے ’’مسلمان نوجوان‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد میں سوال وجواب بھی ہوئے۔ 12 بجے ڈسٹرکٹ بار روم تمرگرہ میں ’’پاکستان کے موجودہ حالات اور اس کا حل‘‘ کے عنوان پر خطاب کیا۔ اس پروگرام میں لگ بھگ 180 وکلاء شریک ہوئے۔ بعد ظہر بزرگ رفیق محمد فہیم خان سے ان کے گھر پر ملاقات ہوئی۔ بعد نماز عشاء دیر اسٹوڈنٹس ہاسٹل میں ’’استقبال رمضان‘‘ کے موضوع پر طلبہ سے سیر حاصل گفتگو کی۔ اس موقع پر 180 طلبہ شریک ہوئے۔ پھر سوال وجواب کا سیشن بھی ہوا۔ رات قیام کے لیے مرکز دیر تمرگرہ پہنچے۔

اتوار (12-مارچ) کی صبح بعد نماز فجر جامع مسجد ڈبر تمرگرہ میں ’’انذار آخرت‘‘ کے عنوان سے درس قرآن کریم دیا۔ 8:30 بجے مرکز حلقہ میں مقامی امراء ونقباء کے ساتھ ملاقات کی، جس میں کچھ احباب نے بھی شرکت کی۔ سوال وجواب بھی ہوئے۔ آخر میں رفقاء سے مختصر خطاب کیا۔ بیعت کا بھی اہتمام ہوا۔ چائے کے وقفہ کے بعد ذمہ داران سے ملاقات کی اور ان کا تعارف حاصل کیا۔ سوالات کے جوابات دیئے۔ اس دوران نائب ناظم اعلیٰ KPK اور امیر حلقہ امیر محترم کے ساتھ رہے۔ ایک بجے کے بعد پشاور واپسی ہوئی اور پشاور سے کراچی روانگی ہوئی۔ کراچی میں معمول کی ریکارڈنگ ہوئی۔

کل بدھ (15-مارچ) کو حلقہ کراچی وسطی کے علاقہ میں ’’استقبال رمضان‘‘ کے موضوع پر دو یونیورسٹیوں میں گفتگو کی، نیز سوال جواب کا بھی اہتمام ہوا۔ بعد نماز عشاء پڑوسیوں کے لیے ماہ رمضان کے حوالہ سے درس کا انعقاد ہوا۔ محترم سید نسیم الدین، پروفیسر خلیل الرحمٰن اور میجر (ر) فتح محمد سے فون پر تفصیلی بات ہوئی۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

قرآن، زبان اور رمضان

امیر حمزہ

سال کے بارہ مہینوں میں رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس کا نام قرآنِ مجید میں لیا گیا ہے۔ مولا کریم فرماتے ہیں: ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔'' (البقرہ:185)

یہ بھی ارشاد فرمایا ''ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں (قرآن بنا کر) نازل فرمایا تا کہ تم (عقل کو استعمال کرتے ہوئے) اسے سمجھو'' (یوسف:2)

یاد رہے! دنیا میں آج لگ بھگ سات ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ محض امریکہ میں دو ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ انگریزی چونکہ موجودہ دور میں انسانیت کے درمیان رابطے کی سب سے بڑی زبان ہے لہٰذا اس حوالے سے دنیا بھر کی اہم ترین زبان ہے۔ انٹرنیٹ میں استعمال ہونے والی زبانوں میں سرفہرست انگریزی ہی ہے۔ یاد رہے! جس طرح انسان مرتے رہتے ہیں اور نئے انسان وجود میں آتے رہتے ہیں' اسی طرح زبانوں کا وجود بھی ختم ہوتا رہتا ہے اور نئی زبانیں وجود میں آتی رہتی ہیں۔ اگر زبانوں کی تاریخ میں دیکھیں تو انگریزی کو قدرے نئی زبان سمجھا جاتا ہے۔ اس میں عربی کے بھی ہزاروں الفاظ موجود ہیں یعنی عربی ایک ایسی زبان ہے جو قدیم ترین زبانوں میں سے ایک ہے۔ عربی زبان میں ''سکّر'' ہے تو انگریزی میں ''شوگر'' (چینی) ہے۔ عربی میں غار کو ''کہف'' کہا جاتا ہے تو انگریزی میں Cave۔ اسی طرح عربی کے الفاظ چینی، ہسپانوی، جاپانی، جرمن، ہندی اور فارسی وغیرہ میں بھی ملتے ہیں۔ اردو کی تو بنیاد ہی عربی اور فارسی ہے۔

تمام زبانیں آپس میں مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ مشابہت بھی رکھتی ہیں۔ زبانوں کے ماہرین کہتے ہیں کہ تمام زبانوں میں گرامر موجود ہے، تمام زبانیں زمانے اور وقت کے حساب سے فطری طور پر بدلتی رہتی ہیں، تمام زبانوں میں ماضی، حال اور مستقبل کا زمانہ پایا جاتا ہے، تمام زبانیں نظریات کو بیان کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ کچھ کمی بیشی کے باوجود مندرجہ بالا صلاحیت سب میں موجود ہے۔

زبانوں کے ایک بین الاقوامی پلیٹ فارم ''Busuu'' نے تسلیم کیا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں عربی ایک ایسی زبان ہے جو سب سے خوبصورت (Most Beautiful) زبان ہے۔ زبانیں سیکھنے میں سب زبانوں میں سے جو آسان ترین انتخاب ہے' وہ عربی زبان ہے۔

قارئین کرام! یہ انتخاب (Choice) اس لیے ہے کہ انسان کے دل کی بات جب زبان پر آتی ہے تو عربی کے الفاظ دل اور دماغ کے خیالات کی ترجمانی کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں۔ عربی اور عرب کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس زبان کے الفاظ دل کے مطلب کو کمال انداز سے ادا کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو قرآنِ مجید نے اس طرح بیان کیا ہے: ''یہ آیات ایسی کتاب کی ہیں جو مبین (دل کی بات کو واضح کرنے والی) ہے'' (یوسف: 1) وہ لوگ جو زبان کے تعصب کا شکار ہو جاتے ہیں پھر اس بنیاد پر فخر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآنِ مجید نے اس تعصب کے فخر و غرور کا گلا بھی گھونٹ دیا ہے۔ فرمایا ''آسمانوں اور زمین کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (اے انسانو!) تمہاری زبانوں اور رنگوں میں جو اختلاف ہے ان میں بھی اہلِ علم کے لیے نشانات ہیں'' (الروم:22)

زبانوں کے ماہرین مانتے ہیں کہ جب انسانیت کا آغاز ہوا تو یقیناً ان کی زبان بھی ایک تھی۔ پھر صدیوں کے سفر میں ایک زبان سے کئی زبانیں بنتی چلی گئیں۔ مصر کے معروف ڈاکٹر مصطفیٰ محمود' جو میڈیکل ڈاکٹر اور سپیشلسٹ تھے' اسلامی سکالر اور ریسرچر بھی تھے' انہوں نے دلائل کے ساتھ واضح کیا کہ انسانیت کی سب سے پہلی زبان عربی تھی۔ جی ہاں! یہی وجہ ہے کہ عرب لوگ عربی کے مقابلے میں باقی سارے جہان کو عجمی (گونگا) کہتے تھے؛ یعنی عربی کی فصاحت و بلاغت کے مقابلے میں سارے جہان کی زبانیں گونگی ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ سارے جہان کے انسانوں کی پدری (یعنی جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام کی) زبان عربی تھی۔ تمام انسانوں کی مادری زبان یعنی سب کی ماں بولی (حضرت حوا ؑ کی زبان) بھی عربی تھی۔ زمین پر آنے والے پہلے پیغمبر کی زبان عربی تھی اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے آخری رسول کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تو انہیں عرب میں مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کو جو آخری کتاب عطا فرمائی' اسے بھی عربی میں نازل فرمایا۔ یعنی یہ وہ کتاب ہے جو تمام انسانیت کے اوّلین ماں باپ کی زبان میں نازل ہوئی ہے۔ یہ آخری اور مکمل ضابطۂ حیات قیامت تک کے لیے عربی میں رہے گا۔ حضور کریم ﷺ نے فرمادیا: جو شخص مرتے وقت ''لا الٰہ الا اللہ'' کہہ دے گا' وہ جنت میں داخل ہو گیا، یعنی اپنے خالق کی توحید کا اقرار کرے گا تو عربی میں کرے گا۔ جب قبر میں اس سے سوال و جواب ہوگا تو فرشتہ بھی عربی بولے گا اور جواب دینے والا جواب عربی ہی میں دے گا۔ دنیا میں چاہے وہ کوئی بھی زبان بولتا ہو مگر اس کی فطرت میں جو وراثتی زبان ہے' وہ عربی ہے۔ اس کے خلیے کے اندر جو ڈی این اے ہے اور پھر وہاں جو ''جینز'' بنتے ہیں ان میں جو تحریر ہے وہ عربی زبان میں ہے۔ یہ زبان قبر میں حساب کتاب کے وقت زندہ ہو جائے گی۔ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق: حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی تخلیق کے بعد جو پہلی گفتگو کی وہ فرشتوں سے کی۔ اللہ کے حکم سے ان کو ''السلام علیکم'' کہا۔ یہ عربی میں تھا۔ فرشتوں نے جواب دیا تو وہ بھی عربی میں تھا؛ یعنی ابتدائی مکالمہ بھی انسان اور فرشتوں کے درمیان عربی میں تھا۔ جب فرشتے مومن کو لینے آتے ہیں تو تب بھی' قرآن بتاتا ہے کہ' آتے ہی ''السلام علیکم'' کہتے ہیں۔ جنت میں اہلِ جنت کی زبان بھی عربی ہی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں یہ خصوصیت رکھی ہے کہ چونکہ انسان کی یہ فطری زبان ہے لہٰذا پانچ سال کا بچہ بھی قرآنِ مجید کو حفظ کر لیتا ہے اور ساٹھ' ستر سال کے بوڑھے بھی حافظ بن جاتے ہیں۔ دماغی نیورون کی جو سائنس ہے' اس کے مطابق یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ چار' پانچ سال کے بچے کا دماغ نشوونما پانے کی ابتدائی سٹیج پر ہوتا ہے لہٰذا حفظ کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح ساٹھ' پینسٹھ سال کے معمر لوگوں کا قرآنِ مجید حفظ کرنا بھی انتہائی مشکل کام ہے مگر اسلام کی ساڑھے چودہ سو سال کی تاریخ میں ایسی مثالیں عام ہیں اور ہزاروں' لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔

جی ہاں! ایسا اس لیے ممکن ہے کہ عربی زبان انسان کی فطری زبان ہے۔ لوگو! دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس کے حفاظ موجود ہوں۔ صرف قرآن مجید ہی ایسی

ضخیم کتاب ہے جس کے لاکھوں حفاظ ہر خطے میں موجود ہیں۔ رمضان المبارک کے مہینے میں ہزاروں حفاظ پورا قرآنِ مجید سنائیں گے اور اہلِ ایمان سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔ یہ قرآنِ مجید کا ابدی' زندہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ معلوم انسانی تاریخ کی یہ واحد کتاب ہے جو انسانوں کے سینوں میں اپنے نزول سے لے کر آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گی۔ جو اس کتاب کی عربی ہے وہ نہ نظم ہے اور نہ نثر ہے بلکہ وہ اپنی طرز میں منفرد یعنی ''قرآنی طرز'' ہے۔ اس کا اعجاز اس قدر عظیم ہے کہ جو اس کتاب کے حفاظ بن جاتے ہیں ان میں چند ایسے ہیرے اور جواہر بھی موجود رہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں کہ ان میں سے کوئی بخاری شریف کا حافظ بن جاتا ہے اور کوئی مسلم شریف حفظ کر لیتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو حدیث کی چھ کتابوں (صحاح ستہ) کے حافظ بن گئے۔ اللہ! اللہ! قرآنِ مجید کا اعجاز اور پھر احادیث رسول ﷺ کا اعجاز۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ! ''مرحبا یا رمضان''۔

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

☆ حلقہ ساہیوال ڈویژن کے ملتزم رفیق غلام رسول وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0303-5230705

☆ حلقہ ساہیوال ، وہاڑی کے نقیب اسرہ چودھری محمد اسلم کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-7075222

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے کارکن صوفی غلام عباس کی اہلیہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0344-5933720

☆ حلقہ کراچی جنوبی کے قانونی مشیر کرنل (ر) محمد امین کے سمدھی کرنل (ر) ظریف بنگش وفات پاگئے۔

☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان کے رفیق عطاء الرحمن کی نانی وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0302-7311901

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے ناظم رابطہ منفرد رفقاء خواجہ اشتیاق احمد صدیقی کے چھوٹے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0321-6300851

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے معتمد شوکت حسین انصاری کے چچازاد بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0322-6187858

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

گوشۂ انسدادِ سود

لائحہ عمل

عامۃ الناس کے لیے لائحہ عمل:

1۔ سودی معاملات میں براہِ راست ملوث ہونے سے اجتناب کریں۔ ایسے اداروں کی ملازمت سے علیحدہ ہونے کی کوشش کریں جو براہِ راست سودی لین دین کرتے ہیں۔ بنک اکاؤنٹ رکھنا ضروری ہو تو کرنٹ اکاؤنٹ رکھیں یا لاکرز استعمال کریں۔ کسی کاروبار، تعمیری کام یا سہولت کی خریداری کے لیے سودی قرض نہ لیں۔

2۔ اجتماعی زندگی میں سودی نظام ہونے کی وجہ سے جو سود بالواسطہ ہمارے وجود میں جا رہا ہے، اس کا کفارہ ادا کرنے کے لیے سودی نظام کے خاتمے کے لیے مال و جان سے جہاد کریں۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ:

1۔ عامۃ الناس کو سود کی حُرمت، خباثتوں سے آگاہ کریں اور اس مسئلے پر ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکالات دور کرنے کی کوشش کریں۔

2۔ کسی ایسی اجتماعیت میں شامل ہوں جو سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہو۔ اس اجتماعیت کی افرادی قوت کو بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ جیسے ہی باعمل افراد کی معتد بہ تعداد میسر آجائے، منظم احتجاج، اور اہم شاہراہوں اور حکومتی اداروں کا پُرامن گھیراؤ کر کے حکومت کو سودی نظام کے خاتمے پر مجبور کر دیا جائے۔ بحوالہ ''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 342 دن گزر چکے!

پریس ریلیز 31 مارچ 2023ء

آئین اور قانون سے کھلواڑ قومی سلامتی کے لیے خطرناک ثابت ہوگا

شجاع الدین شیخ

آئین اور قانون سے کھلواڑ قومی سلامتی کے لیے خطرناک ثابت ہوگا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومتی اتحاد کسی صورت عوام کو آئین کا فراہم کردہ رائے دہی کا بنیادی حق دینے کو تیار دکھائی نہیں دیتا اور اس حوالے سے وہ عدالتی فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو بھی تیار نہیں۔ اُنہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ الیکشن کمیشن اپنی بنیادی آئینی ذمہ داری ادا نہیں کر رہا بلکہ لیت ولعل سے کام لے رہا ہے جبکہ آئین تمام ریاستی اداروں اور محکموں کو الیکشن کے انعقاد کے حوالے سے الیکشن کمیشن سے تعاون کا پابند کرتا ہے۔ جس کا انکار آئین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس وقت ملک میں بنیادی انسانی حقوق کی بے دریغ پامالی کی جا رہی ہے۔ چادر اور چار دیواری کے تقدس کو روند کر شہریوں کو گھروں سے غیر قانونی طور پر اٹھایا جا رہا ہے۔ پھر یہ کہ قانون کے مطابق عدالت میں بھی پیش نہیں کیا جاتا جس سے ملک میں خوف و ہراس پھیل رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم ایک عرصہ سے بلوچستان اور قبائلی علاقوں سے missing persons کے لیے آواز اُٹھاتے رہے ہیں لیکن بدقسمتی سے یہ کام ختم ہونے کی بجائے ملک کے دوسرے حصوں میں بھی تیزی سے پھیل رہا ہے، جو انتہائی تشویش ناک ہے۔ آئین کی پاسداری، قانون کی عملداری اور شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ حکومت کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ بدترین سیاسی کشیدگی میں مزید انتشار اور خلفشار پیدا کرنا آگ سے کھیلنے کے مترادف ہے جس سے ملک کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام مختلف حلقہ جات میں حیا اور ایمان مہم (منعقدہ 26 فروری تا 7 مارچ 2023ء) کی تکمیلی رپورٹس

مرتب: محمد کلیم قادر/ وقار احمد

حلقہ لاہور شرقی

مساجد، اور عوامی مقامات میں 19200 سہ ورقہ (بروشر) تقسیم کیے گئے۔ اہم شاہراہوں پر 230 پول ہینگرز اور 130 بینرز آویزاں کیے گئے۔ 835 رکشہ فلیکس بھی لگائے گئے۔ 275 علماء کرام، مساجد اور مدارس کے آئمہ کے نام امیر محترم کے خطوط دیے گئے۔ حیا اور ایمان مہم کے عنوان سے 04 مساجد میں خطبہ جمعہ دیا گیا۔ علاوہ ازیں ایک حلقہ قرآنی میں حیا اور ایمان مہم کو موضوع بنایا گیا۔

(رپورٹ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشر و اشاعت حلقہ)

حلقہ لاہور غربی

مساجد اور عوامی مقامات پر 29700 سہ ورقہ (بروشر) تقسیم کئے گئے۔ مقامی تنظیم کی طرف سے 06 مقامات پر مظاہرے کیے گئے۔ ان مظاہروں میں 359 بینرز، 473 پول ہینگر اور 36 ٹی بورڈ استعمال کیے۔ 644 رکشہ فلیکس بھی لگائے گئے۔ علماء کرام سے ملاقاتیں کرکے ان کو امیر محترم کے 350 خطوط دیے گئے۔ 05 تنظیم میں خطباء حضرات نے حیا اور ایمان مہم پر گفتگو کی۔ (رپورٹ: امیر حلقہ فاروق احمد)

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن

12900 سہ ورقہ (بروشر) تقسیم ہوئے۔ 144 پول ہینگرز، 62 بینرز، 92 رکشہ فلیکس، 04 بل بورڈز اور 140 ٹی بورڈز استعمال ہوئے۔ 04 جگہوں پر مظاہرے بھی کئے گئے۔ علماء کے نام امیر محترم کے 220 خطوط دیے گئے۔ حیا اور ایمان مہم کے حوالے سے 34 خطبات جمعہ ہوئے۔

(رپورٹ: رانا محمد ضیاء الحسن، ناظم نشر و اشاعت حلقہ)

حلقہ فیصل آباد

28500 سہ ورقہ (بروشر) تقسیم ہوئے۔ 371 رکشہ فلیکس اور 163 بینرز استعمال ہوئے۔ 04 مقامات پر مظاہرے بھی ہوئے۔ علماء کے نام امیر محترم کے 246 خطوط دیے گئے۔ 31 مساجد میں حیا اور ایمان مہم کے حوالے سے خطابات جمعہ ہوئے۔ اس کے علاوہ 19 خصوصی دعوتی پروگرام، 09 کارنر میٹنگز اور 06 دعوتی کیمپ کا بھی انعقاد ہوا۔ (رپورٹ: محمد عمر رشید، ناظم نشر و اشاعت حلقہ)

حلقہ بہاولنگر

14200 سہ ورقہ (بروشر) تقسیم کیے گئے۔ 10 مقامات پر مظاہرے ہوئے۔ 80 پول ہینگرز، رکشہ فلیکس 430، 65 ٹی بورڈز اور 53 بینرز بھی آویزاں کیے۔ علماء کے نام امیر محترم کے 195 خطوط دیے گئے۔ حیا اور ایمان مہم کے حوالے سے 10 خطبات جمعہ ہوئے۔ (رپورٹ: محمد عامر، ناظم نشر و اشاعت حلقہ)

حلقہ سکھر

مساجد اور عوامی مقامات پر 5000 سہ ورقہ (بروشر) تقسیم کئے گئے۔ ایک جگہ پر مظاہرہ بھی ہوا۔ 35 بینرز، 70 پول ہینگر اور 20 ٹی بورڈ استعمال کیے۔ 50 رکشہ فلیکس بھی لگائے گئے۔ علماء کرام سے ملاقاتیں کرکے ان کو امیر محترم کے 110 خطوط دیے گئے۔ خطباء حضرات نے حیا اور ایمان مہم کے حوالے 02 مساجد میں گفتگو کی۔ 04 دعوتی پروگرامز کا بھی اہتمام ہوا۔ (رپورٹ: امیر حلقہ احمد صادق سومرو)

حلقہ کراچی وسطی

24000 سہ ورقہ (بروشر) تقسیم کیے گئے۔ 18 مقامات پر مظاہرے ہوئے۔ 30 پول ہینگرز، 22 ٹی بورڈز اور 118 بینرز بھی آویزاں کیے۔ علماء کے نام امیر محترم کے 300 خطوط دیے گئے۔ حیا اور ایمان مہم کے حوالے سے 17 خطبات جمعہ ہوئے۔ علاوہ ازیں ایک آن لائن درس بھی منعقد ہوا۔

(رپورٹ: ڈاکٹر محمد رفیع رضا، ناظم نشر و اشاعت حلقہ)

حلقہ کراچی جنوبی

مساجد اور عوامی مقامات پر 25150 سہ ورقہ (بروشر) تقسیم کئے گئے۔ 09 مقامات پر مظاہرے بھی ہوئے۔ 124 بینرز، 298 پول ہینگر اور 10 ٹی بورڈ اور بل بورڈ استعمال کیے۔ 232 رکشہ فلیکس بھی لگائے گئے۔ علماء کرام سے ملاقاتیں کرکے ان کو امیر محترم کے 266 خطوط دیے گئے۔

(رپورٹ: سرفراز احمد خان، ناظم نشر و اشاعت حلقہ)

مرکز تنظیم اسلامی

289 پارلیمنٹیرینز، سپریم کورٹ اور پانچوں ہائی کورٹس کے چیف جسٹس، 132 میڈیا پرسنز اور میڈیا اداروں، 62 تعلیمی اداروں کے پرنسپلز صاحبان اور 06 بار کونسلز کے ممبران کو امیر محترم کے خطوط بذریعہ ای میل بھیجے گئے۔ شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے حیا اور ایمان مہم کے حوالے سے تعارفی پریس ریلیز 25 فروری کو جاری کی گئی۔ کراچی میں میٹ دی پریس منعقد ہوا۔ پروگرام کے بعد پریس ریلیز مع فوٹو جاری کی گئی۔ 03 مارچ 2023ء کو ''حیا اور ایمان'' مہم کی مناسبت سے زمانہ گواہ ہے کا خصوصی پروگرام نشر کیا گیا۔ ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 10 میں حیا اور ایمان مہم کی مناسبت سے مواد شامل کیا گیا۔ روزنامہ جنگ اور اسلام میں اخباری اشتہار کی کل پاکستان سطح پر اشاعت ہوئی۔ کراچی میں امت اخبار میں اشاعت ہوئی۔ اشتہار 6 مارچ کو اخبارات کے بیک پیج پر شائع ہوا۔ مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر بانی تنظیمؒ کے شارٹ کلپس باقاعدگی سے شیئر کیے گئے۔

(رپورٹ: رضاء الحق، نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

People urged to pray for resolution of country's issues

The News International
Saturday, Mar 25, 2023
Reported by Asim Hussain

LAHORE: The Ameer of Tanzeem-e-Islami,**Shujauddin Shaikh**, Friday, urged the people to increasingly supplicate for nation's riddance from economic trap and security challenges posed by country's enemies during the holy month of Ramadan which holds special blessings of Almighty Allah *(SWT)*.

In a statement, the Ameer of Tanzeem e Islami said the holy month of Ramadan is the 'spring season' for accumulating good deeds and reaping rewards. He cited it is said in a hadith that Fasting and the Qur'an will intercede on the behalf of such Muslims on the Day of Judgment, who fast during day and stand for the night prayers, reciting or listening to the Quran, during the of the holy month of Ramadan.

The Ameer expressed deep grief on the loss of life and property in the earthquakes in Türkiye, Syria and Pakistan. He said that Almighty Allah *(SWT)* tests his faithful by trials and suffering from time to time, and at times Almighty Allah *(SWT)* also sends warnings to shake and wake-up nations from their slumber of complacency to mend their ways.

Courtesy: *https://e.thenews.com.pk/detail?id=187199*

Call made for protection of citizens' basic rights

The News International
Saturday, Mar 22, 2023
Reported by Asim Hussain

LAHORE: The Ameer of Tanzeem-e-Islami,**Shujauddin Shaikh**, Tuesday urged the government to ensure protection of citizens' basic rights and the sanctity of homes and boundaries in the ongoing political confrontation. In a statement, he said political confrontation between the government and the opposition had reached to a dangerous level where the opposition is violating its duty to accept the supremacy of law, and the state has given up its role of being like a mother. He urged authorities concerned to protect lives and properties of the people and maintain sanctity of houses while enforcing law and order regulations.

Courtesy: *https://e.thenews.com.pk/detail?id=186207*

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.14

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore